عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۵ | ۸تا۱۵/ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۸تا۱۵/ اپریل ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۱۴

قیمت ۸ روپے

نام نہاد آزادیٔ صحافت

توہینِ رسالت اور ہماری بے حسی

اہلِ مغرب کی ناکام سازش

کاروائی اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ ملتان

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

متبرک قطعات:

س:...... کچھ مسلمان بھائیوں نے اپنے گھروں کے کمروں میں چاروں طرف اسلامی کیلنڈر کے قطعات لگا رکھے ہیں' ان کا لگانا کیسا ہے؟

ج:...... متبرک قطعات اگر برکت کے لئے لگائے جائیں تو جائز ہے' زینت کے لئے ہوں تو جائز نہیں' کیونکہ اسمائے مقدسہ اور آیات شریفہ کو محض گھر کی زینت کے لئے استعمال کرنا خلاف ادب ہے۔

کیا زمین پر جبرئیلؑ کی آمد بند ہوگئی ہے:

س:...... ''بیان القرآن'' میں سورۂ قدر کے ترجمہ میں ناچیز نے پڑھا ہے کہ لیلۃ القدر میں سید الملائکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بمع لشکر زمین پر اترتے ہیں اور ساتھ حاشیہ میں بیہقی کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت بھی درج ہے کہ روح الامین آتے ہیں' جبکہ موت کا منظر میں حضور پاک' صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریفہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ سرکارؐ نے جب فانی دنیا سے پردہ فرمایا اور حضرت عزرائیل علیہ السلام اجازت لے کر حجرۂ مبارک میں داخل ہوئے تو جبرئیلؑ بھی آئے اور انہوں نے کہا کہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دیگر گفتگو کے علاوہ کہ اب میرا زمین پر یہ آنا آخری بار آنا ہے اور میں قیامت تک زمین پر نہیں آؤں گا' تو عرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں یہ تضاد کیسا؟

ج:...... ان دونوں باتوں میں تضاد نہیں۔ جبرئیل علیہ السلام کا وحی لے کر آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے بند ہوگیا' دوسری مہمات کے لئے ان کا آنا بند نہیں ہوا۔

کیا دنیا و مافیہا ملعون ہے:

س:...... کراچی سے شائع ہونے والے ایک روزنامہ میں ایک مضمون بعنوان: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات'' میں حدیث تحریر کی گئی' جس کے الفاظ درج ذیل تھے: ''دنیا ملعون ہے اور دنیا میں موجود تمام چیزیں بھی ملعون ہیں۔'' حدیث کے ساتھ یہ نہیں بتایا گیا کہ کون سی حدیث سے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔ میری ناقص رائے کے مطابق دنیا میں بہت سی واجب الاحترام چیزیں ہیں' مثلاً: قرآن پاک' خانہ کعبہ' بیت المقدس' مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قابل احترام ہستیاں بھی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مبارک الفاظ ارشاد فرمائے' ان کا مفہوم کیا ہے؟ کیا یہ الفاظ حقیقتاً اسی طرح ہیں؟

ج:...... یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے۔ حدیث پوری نقل نہیں کی گئی' اس لئے آپ کو اشکال ہوا' پوری حدیث یہ ہے: دنیا ملعون ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ بھی ملعون ہے' سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور جو چیزیں ذکر الٰہی سے تعلق رکھتی ہیں یا عالم یا طالب علم کے۔'' اس سے معلوم ہوا کہ یہ تمام چیزیں جو ذکر الٰہی کا ذریعہ ہیں' وہ دنیائے مذموم کے تحت داخل نہیں۔

کیا ''خدا تعالیٰ فرماتے ہیں'' کہنا جائز ہے؟

س:...... ایک پیر صاحب کے سامنے ذکر ہوا کہ: ''خدا تعالیٰ فرماتے ہیں'' تو وہ بہت غصے میں آگئے اور کہنے لگے کہ یوں کہنا چاہئے: ''خدا تعالیٰ فرماتا ہے'' کیونکہ وہ وحدہٗ لاشریک ذات ہے' اور ''فرماتے ہیں'' ہم نے تعظیماً کہا تھا اور ہم کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

ج:...... تعظیم کیلئے ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' کہنا جائز ہے' قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے جمع کے صیغے استعمال فرمائے ہیں۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۲۵ شمارہ:۱۴ ۸تا۱۴/ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۸تا۱۴/اپریل ۲۰۰۶ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- علامہ احمد میاں حمادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا بشیر احمد
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا

کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

آئین پاکستان کے غدار قابل فخر کیوں؟	اداریہ	۳
توہین رسالت اور ہماری بے حسی	مرسلہ: سعید احمد جلال پوری	۶
کیا توہین رسالت نام نہاد آزادی صحافت کا حصہ ہے؟	قاری عبدالوحید قاسمی	۹
اہل مغرب کی ناکام سازش	مولانا محمد اسماعیل ریحان	۱۱
توہین رسالت اور گستاخان رسول کا بدترین انجام	مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی	۱۳
کارروائی اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ ملتان	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	۲۱
عقیدۂ ختم نبوت اور تردید قادیانیت	محمد اطہر عظیم	۲۳

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۸۳۴۸۶-۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

آئین پاکستان کے غدار قابلِ فخر کیوں؟

پاکستانی قوم اور ملک کی شروع دن سے ہی یہ بدقسمتی رہی ہے کہ ان کو صالح قیادت میسر نہیں آئی۔ اس پر طرہ یہ کہ اس کے پہلے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان کٹر قادیانی اور اس کے پہلے وزیر قانون ایک ہندو تھے۔ ظاہر ہے جس عمارت کی خشت اوّل ہی ٹیڑھی رکھی جائے‘ اس پر پوری عمارت کا ٹیڑھا ہونا اس کا منطقی نتیجہ تھا‘ پھر اس کے بعد یکے بعد دیگرے آنے والے حکمران اگرچہ مسلمان ہی تھے مگر وہ اپنے ”اسلاف“ سے شدید متاثر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قیام پاکستان کو ساٹھ سال ہونے کو آئے ہیں مگر آج تک یہ مملکت خداداد اپنے مقصد قیام کو حاصل نہیں کر سکی۔

بلاشبہ پاکستانی عوام کا دین دار طبقہ ہمیشہ اپنے حکمرانوں سے شاکی رہا ہے اور وہ ہمیشہ ان کی کہہ مکرنیوں‘ دفع الوقتیوں اور اعدائے اسلام کے ساتھ حد سے زیادہ رواداریوں کے باعث آتش زیر پا رہا ہے‘ بلکہ اگر دیکھا جائے تو پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد سے اب تک کے ساٹھ سالہ دور اور طویل عرصہ کو دیکھا جائے تو پاکستان اور آزادی وطن کے لئے قربانیاں دینے والوں اور ان کی اولادوں نے یہ پورا عرصہ کانٹوں پر چل کر گزارا ہے۔

افسوس صد افسوس! کہ قیام پاکستان کو اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود ہمارے ارباب اقتدار یہ نہیں سمجھ سکے کہ ملک و وطن اور قوم و ملت کے خیر خواہ کون ہیں اور بدخواہ کون؟ اور انہیں یہی معلوم نہیں کہ پاکستانی قوم کا کون سا طبقہ قابل فخر ہے اور کون سا باعث ننگ اور لائق عار؟

شومئی قسمت کہ جن لوگوں نے ضلع گورداس پور کو پاکستان میں محض اس لئے شامل نہیں ہونے دیا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے زیادہ ہندوؤں کے ساتھ رہنے کو لائق عزت اور باعث فخر سمجھتے تھے‘ اور جنہوں نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے یہ بیان دے کر کہ ہم مسلمانوں سے الگ قومیت کے حامل ہیں‘ لہٰذا ہمیں پاکستان اور مسلمانوں میں شامل نہ کیا جائے اور جنہوں نے پاکستان کو ایک لعنتی ملک قرار دیا اور بالفعل پاکستانی شہریت پر برطانوی شہریت کو ترجیح دی‘ آج ہمارے ارباب ان کے وجود اور نام نہاد سائنسی تحقیق پر فخر کا اعلان کرتے ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ گزشتہ دنوں ۳ غیر ملکی نوبل انعام یافتہ سائنس دانوں اور پاکستانی طلبہ کے ایک مذاکرے کے افتتاح کے موقع پر ہمارے عزت مآب وزیر اعظم جناب شوکت عزیز صاحب نے ارشاد فرمایا کہ:

> ”دنیا کے تمام خطوں میں یکساں مواقع کا نہ ملنا‘ مایوسی اور اختلافات کو جنم دیتا ہے‘ یہ بات انہوں نے ۳ نوبل وانعام یافتہ غیر ملکی سائنس دانوں سے پاکستانی طلبہ کے مذاکرے کے افتتاحی سیشن سے اسلام آباد میں خطاب کرتے ہوئے کہی‘ وزیر اعظم شوکت عزیز نے کہا کہ تین نوبل انعام یافتہ سائنس دانوں کی پاکستان میں موجودگی ایک اعزاز ہے‘ اور ان سے طلبہ بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں...... انہوں نے کہا کہ پاکستان کو اپنے واحد نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام پر فخر ہے......“ (روزنامہ امت کراچی ۲۸/ مارچ ۲۰۰۶ء)

قادیانیوں کی ملک و قوم دشمنی‘ ان کی سازشیں‘ اکھنڈ بھارت کے خواب‘ پاکستان کے خلاف دریدہ دہنی اور سب سے بڑھ کر ان کی پاکستانی آئین سے بغاوت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں اور نہ ہی یہ محتاج بیان ہے کہ مسلمانوں کے ازلی دشمن اسرائیل میں ان کا مشن اور فوجی جوان‘ مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار ہیں‘ پھر یہ کہنا کہ پاکستان کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی پر فخر ہے‘ کم از کم ہمارے لئے ناقابل فہم ہے‘ جو شخص اپنے آپ کو پاکستانی کہلانا پسند نہ کرتا ہو اور پاکستان کو لعنتی ملک قرار دیتا ہو اور وہ اسلام کے بجائے قادیانیت کو‘ پیغمبر اسلام کے بجائے مرزا غلام احمد قادیانی کو خلیفہ اور آئین پاکستان کے بجائے قادیانی فیصلہ کے احکام کو ترجیح دیتا ہو‘ اس پر ہمارے وزیر اعظم کا فخر کرنا کس عقل و منطق کی رو سے صحیح سمجھا جائے‘ کیا جناب وزیر اعظم کے علم میں نہیں کہ اسی ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے پیشوا اور مرزا بشیر الدین محمود نے ۱۹۵۲ء میں قادیانیوں کو پاکستان کے خلاف بغاوت پر اکساتے ہوئے یہ اعلان نہیں کیا تھا کہ بلوچستان کو احمدی اسٹیٹ میں تبدیل کر دیا جائے؟ کیا انہیں معلوم نہیں کہ قادیانی ہوا باز نے پاکستانی طیاروں کے ذریعے اپنے پیشوا کو فضائی سلامی پیش کی تھی؟ کیا انہیں معلوم نہیں کہ آج تک قادیانی اس ملک کے آئین کی بغاوت پر مصر ہیں اور انہوں نے آج تک پاکستان اور پاکستانی آئین کو تسلیم نہیں کیا‘ اور جہاں موقع ملتا ہے وہ اس کی دھجیاں بکھرتے ہیں کیا‘ انہیں اس کا علم نہیں کہ قادیانیوں نے بین الاقوامی عدالت میں پاکستان کے خلاف مقدمہ کر کے ملک پاکستان کو بدنام کرنے کی سازش کی۔

ان سب باتوں کے باوجود ان کا یہ ارشاد کہ: ”پاکستان کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی پر فخر ہے“ تجاہل عارفانہ ہے یا ان سے دلی محبت و عقیدت کی علامت؟

بہرحال جناب وزیر اعظم کو معلوم ہونا چاہئے وہ پاکستانی قوم کے نمائندے ہیں نہ کہ قادیانیوں کے‘ وہ پاکستان کے خزانہ سے تنخواہ خور ہیں نہ کہ قادیانی بیت المال کے۔ انہیں چند باغیوں کے سامنے سرخرو ہونے کے بجائے ننانوے فیصد پاکستانی مسلمانوں کی نمائندگی کرنا چاہئے۔ انہیں شاید اس کا علم نہیں ہوگا کہ ان کے

اس بیان سے قادیانی کس قدر فائدہ اٹھائیں گے اور بین الاقوامی طور پر پاکستان کو اس کا اس قدر نقصان ہوگا۔

بلاشبہ اس سے قادیانیوں کے اس تاثر کو تقویت ملے گی کہ پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف پائی جانے والی نفرت صرف چند سر پھرے مسلمانوں کی جانب سے ہے' ورنہ ارباب اقتدار آج بھی ان کے مداح اور خیر خواہ ہیں۔

اس طرح جناب وزیر اعظم پر بھی اس بیان کے تناظر میں قادیانی ہونے کی قیمت لگائی جائے گی اور کہا جائے گا کہ جناب وزیر اعظم شوکت عزیز صاحب بھی قادیانی ہیں' جب ہی تو وہ ہمارے بارے میں کلمہ خیر فرماتے ہیں' کیا جناب وزیر اعظم اس کے لئے تیار ہیں کہ انہیں بھی قادیانی سمجھا جائے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو انہیں اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا چاہئے۔

پھر سب سے بڑھ کر اس ملک کے سب سے بڑے قانون ساز ادارے قومی اسمبلی کے فیصلے کے باوجود' ملک کے سب سے بڑے منصب پر فائز ذمہ دار کا اس قدر سطحی بیان کیا ان کو زیب دیتا ہے؟

کیا ملک میں ڈاکٹر عبدالسلام سے بڑے بڑے سائنس دان موجود نہیں ہیں' جن کا تذکرہ کرنا کیوں مناسب نہیں سمجھا گیا؟ کیا ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا کارنامہ ملک وقوم اور ملت اسلامیہ کے لئے اس سے کہیں بڑھ کر نہیں ہے کہ جنہوں نے پاکستان کو ایٹمی قوت بنایا' پھر اگر ڈاکٹر عبدالسلام نے کچھ کیا بھی ہے تو اس کا پاکستان کو کتنا فائدہ ہوا' جس کی مدح سرائی کی جارہی ہے۔

بہر حال اس تشویشناک صورت حال کے موقع پر ہمارے اکابر نے اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اور ریکارڈ کی درستگی کے لئے قومی اخبارات کو ایک بیان جاری کیا جو درج ذیل ہے:

> کراچی (پ ر) وزیر اعظم شوکت عزیز' ڈاکٹر عبدالسلام پر فخر کا اظہار کرنے پر قوم سے معافی مانگیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام انتہا پسند قادیانی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو سرکاری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور آئین میں اس حوالے سے مناسب ترمیم کی گئی تو ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان میں رہنا گوارا نہ کیا اور بیرون ملک چلے گئے۔ جب سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں پاکستان میں ہونے والی سائنسی کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ ڈاکٹر عبدالسلام کو بھجوایا گیا' اس وقت ڈاکٹر عبدالسلام نے یہ ریمارکس لکھ کر دعوت نامہ واپس وزیر اعظم سیکریٹریٹ بھیج دیا کہ: "میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔" اس کے باوجود وزیر اعظم شوکت عزیز کا یہ کہنا کہ پاکستان کو اپنے واحد نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام پر فخر ہے' ان کی ناواقفیت کی دلیل ہے۔ کیا ایسا شخص جو پاکستان کے بارے میں ایسے توہین آمیز اور ملعون الفاظ بکتا ہو' اس کا اعزاز پاکستان اور اہل پاکستان کے لئے موجب فخر اور لائق مسرت ہوسکتا ہے؟ قادیانی' مسلمانوں کے بھیس میں مسلم ممالک خصوصاً پاکستان میں اہم ترین مناصب اور حساس عہدوں پر براجمان ہیں' اس لئے اسلامی ممالک کا کوئی راز ان سے چھپا ہوا نہیں۔ اس قسم کی بے شمار تحریریں موجود ہیں' جن میں مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو اسلام کی سند عطا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ گویا نوبل انعام کے حوالے سے قادیانی و یہودی لابی کی طرف سے قادیانیت کو اسلام اور اسلام کو قادیانیت باور کرانے کی گہری سازش کی گئی' جس کے ذریعہ اچھے اچھے' سمجھدار حضرات کو فریب دیا گیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد' نائب امیر مولانا سید نفیس شاہ الحسینی' مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا سعید احمد جلال پوری' مولانا قاضی احسان احمد' محمد انور نے نوبل انعام یافتہ غیر ملکی سائنس دانوں سے پاکستانی طلبہ کے مذاکرے کے افتتاحی سیشن میں وزیر اعظم شوکت عزیز کی جانب سے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی پر فخر کے اظہار پر تبصرہ کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کا عقیدہ و مذہب ناموس رسالت ؐ کے خلاف ہرزہ سرائی کا درس دیتا ہے۔ اخبارات میں شائع شدہ اطلاعات کے مطابق یورپی اخبارات میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کا ڈاکٹر عبدالسلام کے مذہبی گروہ یعنی قادیانی گروہ سے گہرا تعلق ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کا ان تمام قادیانی مذہبی کتب پر ایمان تھا جو شان رسالت ؐ میں گستاخی سے بھری پڑی ہیں۔ ایسے شخص پر فخر کا اظہار کرنا اسلام اور پاکستان کی شان و آبرو کو بٹہ لگانے کے مترادف ہے۔

آخر میں ہم جناب وزیر اعظم پاکستان اور ارباب اقتدار سے دست بستہ عرض کریں گے کہ ایسے ننگ دین و وطن افراد کی مدح سرائی سے توبہ کریں' کہیں کل قیامت کے روز انہیں آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے' اس لئے اس بات کا شدید اندیشہ ہے کہ کل قیامت کے دن یہ کہہ دیا جائے کہ دنیا میں جن کی تعریفیں کرتے تھے یا جن پر تمہیں فخر تھا' ان کے کیمپ میں چلے جاؤ' ہمارے ہاں تمہارے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے' کیونکہ قیامت کے دن آدمی اسی کے ساتھ رکھا جائے گا' جس کے ساتھ دنیا میں وہ محبت کرتا تھا۔ ولا فعل اللہ ذلک۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

توہین آمیز خاکے اور ہماری بے حسی

م-س- بنت مولانا سعید احمد جلال پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد:

اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے ہم سب کو مسلمان بنایا اور مسلمان ملک میں پیدا فرمایا' اور اس سے زیادہ شرف کی بات یہ ہے کہ اس نے ہم سب کو نبی آخرالزمان' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا شرف عطا فرمایا' اس پر ہم اللہ رب العزت کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے' حق کہ اگر ہم ساری عمر شکر ادا کرتے رہیں تب بھی اس کا حق ادا نہ ہو سکے گا' اس لئے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم بطور شکر اللہ رب العزت کے ان تمام احکامات کو جو اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کئے' بجالاتے' مگر افسوس! کہ ہم گناہوں کی دلدل میں دھنس گئے اور دنیا کے کھیل تماشوں میں ایسے مسرور و مشغول ہو گئے کہ اللہ کے انعامات پر شکر اور اس کے احکامات پر عمل تو کیا کرتے' ہم اس کی ناشکری پر اتر آئے ہیں۔

آج ہم اپنا مسلمان ہونا بھول گئے ہیں' ہم صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں' ہمارے رہن سہن' بول چال اور نشست و برخاست غرض ہر چیز میں غیر مسلموں کی نقالی نمایاں ہے' معلوم نہیں آج کے مسلمانوں کے اندر یہ احساس کمتری کہاں سے اور کیونکر در آیا؟ کہ غیر مسلموں کی نقالی کی جائے اور ان کی طرح کا رہن سہن اپنایا جائے؟ تاکہ ہمیں بھی "ویل ایجوکیٹڈ" سمجھا جائے اور ہم بھی انگریزی ذریت معلوم ہوں' حالانکہ انگریز ان نقالوں کو اپنے زر خرید غلام سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے' لیکن یہ نام نہاد مسلمان ہیں کہ انگریزوں سے اس حد تک مرعوب ہیں کہ انگریز جو بات اپنے منہ سے نکالیں' ہم نام نہاد مسلمان اس پر "آمنا و صدقنا" کہتے ہیں۔

نوبت بہ ایں جا رسید کہ ان انگریزوں اور یہود و نصاریٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات کے توہین آمیز خاکے بنائے' تو ان نام نہاد مسلمانوں اور حکمرانوں نے زبانی جمع خرچ کے علاوہ کوئی قابل ذکر ردعمل ظاہر نہیں کیا' بایں ہمہ بحمد و تعالیٰ اس گئے گزرے دور میں بھی بہت سے ایسے مسلمان موجود ہیں' جنہوں نے ان یہود و نصاریٰ کے خلاف بھرپور احتجاج کیا اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا' جبکہ دوسری طرف نام نہاد مسلمان حکمران اب بھی ان یہود و نصاریٰ سے معاشی و سفارتی تعلقات بہتر بنانے میں لگے ہوئے ہیں۔

ہمارے حکمران آخر کس طرح کے مسلمان اور کیسے حکمران ہیں؟ کہ ان کے اور ہمارے مذہب اسلام کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی جاتی ہے' مگر وہ پھر بھی مہر بہ لب ہیں' وہ یہود و نصاریٰ کے خلاف کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالتے اور بے بس بت بنے بیٹھے ہیں' کیا کبھی کسی ملک کے حکمران کو اتنا بے بس دیکھا گیا ہے؟ جتنا کہ ہمارے حکمران ہو چکے ہیں؟ اور یہ بے بسی بھی صرف ان یہود و نصاریٰ' انگریزوں کے آگے ہے' ورنہ خیر سے اپنے ملک اور قوم کے معاملہ میں تو یہ کسی فرعون سے کم نہیں' یہی وجہ ہے کہ وہ کسی خلاف منشاء معاملہ پر ایسے سیخ پا ہو جاتے ہیں کہ الامان والحفیظ! بلکہ قوم کوئی جائز مطالبہ بھی کرے تو اسے رد کر دیتے ہیں' لیکن یہود و نصاریٰ جو بھی حکم دیں' اس پر "آمنا و صدقنا" کہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

ان یہود و نصاریٰ کی دریدہ دلیری ملاحظہ فرمایئے! کہ کبھی تو یہ مسلمان ممالک پر حملے کرتے ہیں' کبھی مذہب اسلام کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ آزادی اظہار رائے ہے' ان کی باتوں میں یہ کیسا تضاد ہے کہ اگر خود ان کے ممالک میں ایک عام شہری' دوسرے عام شہری کو کچھ کہہ دے تو اس کو گرفتار کر لیا جاتا ہے کہ تم نے دوسرے شہری کی بے عزتی کی ہے' لیکن اگر کسی مذہب کا یا کسی نبی کا مذاق اڑایا جائے' اس کی توہین کی جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی مقدس ہستی کے توہین آمیز خاکے بنائے جائیں تو اُسے آزادی اظہار رائے کا نام دیا جاتا ہے' یہ کیسی آزادی اظہار رائے ہے جو نبی جیسی معزز و مقدس ہستی

کو ایک عام شہری کے برابر بھی نہیں ٹھہراتی؟ اور جو لوگ نبی جیسی عظیم شخصیت کو عام شہری جیسے حقوق دینے کے لئے تیار نہیں‘ انہیں کیا نام دیا جائے؟ اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑا جاتا ہے۔

چند دن پیشتر اخبار میں ایک ایسی ہی خبر چھپی‘ جس سے آپ کو ان یہود و نصاریٰ کی نام نہاد آزادی اظہار رائے یا بالفاظ دیگر قول و فعل کے تضاد کا اندازہ ہو جائے گا‘ ملاحظہ فرمایئے:

”لندن (امت نیوز) لندن کے میئر کین لیونگ اسٹون کو ایک یہودی صحافی کی توہین کے الزام میں ایک ماہ کے لئے معطل کر دیا گیا ہے۔ لیونگ اسٹون نے گزشتہ دنوں ایک تقریب کے دوران مقامی اخبار ”ایوننگ اسٹینڈرڈ“ کے لئے کام کرنے والے یہودی صحافی اولیور فائن گولڈ کو ہٹلر کے نازی کیمپوں کا محافظ کہہ کر پکارا تھا۔ برطانوی ذرائع کے مطابق اس الزام کی وجہ ”ایوننگ اسٹینڈرڈ“ سے ان کی ناپسندیدگی تھی‘ لیکن اس صحافی نے اپنے مذہب کو بنیاد بنا کر ان کے عمل کو جارحانہ قرار دیا‘ ان کی تنظیم نے یہ معاملہ حکومت کے سامنے اٹھایا‘ جس کی وجہ سے میئر کو ایک ماہ کے لئے معطل کر دیا گیا۔“

بہت خوب! ملاحظہ فرمایا آپ نے ان یہود و نصاریٰ کا منافقانہ کردار؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت ایک عام آدمی کے برابر بھی نہیں؟ کہ آپ کی شان میں گستاخی کی روک تھام کی جائے؟ یا توہین آمیز خاکوں کے خلاف کارروائی کی جائے؟ اور اس کے مرتکب افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے؟ جب مملکت کے عام شہری کی اس قسم کی توہین پر قانونی کارروائی ہو سکتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر ایسی کارروائی کیوں نہیں ہو سکتی؟ اس کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کا نہ ہونا صرف اور صرف مغرب کے دوہرے اور منافقانہ رویہ اور اسلام دشمن پالیسی کی وجہ سے ہے۔

لیکن یاد رکھئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت ایک مسلمان کے لئے سب سے قیمتی متاع ہے‘ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے‘ لیکن محبوب خدا‘ شافع روز جزاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ بے ادبی و گستاخی بھی اس کے لئے قطعاً ناقابل برداشت ہے‘ اس گئے گزرے دور میں بھی بہت سے مسلمان‘ خواہ وہ گناہوں کی دلدل میں کتنا ہی کیوں نہ دھنس چکے ہوں‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہیں‘ توہین آمیز خاکے بنانے اور شائع کرنے والے اور ان کی سرپرستی کرنے والے موذیوں کے خلاف آج کا سچا مسلمان بھی غازی علم الدین شہیدؒ اور غازی حاجی مانکؒ کا کردار ادا کر سکتا ہے۔ امام ابوداؤدؒ نے ”کتاب الحدود باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ میں سند صحیح کے ساتھ یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ:

”حضرت ابو برزہ سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا‘ آپ کسی شخص سے ناراض ہوئے تو وہ شخص درشت کلامی پر اتر آیا‘ میں نے عرض کیا: اے خلیفہ رسولؐ! آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اس شخص کی گردن اڑا دوں؟ میرے یہ الفاظ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سارا غصہ جاتا رہا‘ وہ وہاں سے اٹھ کر گھر تشریف لے گئے اور مجھے بلا بھیجا‘ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ: ابھی تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ: یہ کہا تھا کہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شخص کی گردن اڑا دوں‘ آپ نے فرمایا: اگر میں تم کو حکم کرتا تو تم یہ کام کرتے؟ میں نے عرض کیا: آپ فرماتے تو ضرور کرتا‘ اس پر آپ نے فرمایا کہ:

”لا واللّٰہ ما کانت لبشر بعد محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم“

ترجمہ:......”نہیں! اللہ کی قسم! یہ بات کہ (بدکلامی پر گردن اڑا دی جائے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لئے نہیں۔“

مطلب یہ کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنے والا ہی سزائے موت کا مستحق ہے‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی انسان ایسا نہیں‘ جس کی بدگوئی کرنے والے کو سزائے موت دی جائے۔

خلیفہ رسولؐ کا یہ طرز عمل ملاحظہ فرمایئے! اور ذرا ہمارے حکمرانوں کے طرز عمل سے اس کا موازنہ کیجئے! کہ ان کی شان میں خدانخواستہ کوئی ایک جملہ یا نازیبا کلمہ کہہ دے تو اس کو فوراً جیل میں ڈال دیا جاتا ہے‘ یا کوئی مولوی ان حکمرانوں کے خلاف تقریر میں سچ کہہ دے تو اس کی تقریر و بیان پر پابندی لگ جاتی ہے‘ اس کے خلاف پرچہ درج ہو جاتا ہے‘ اسی طرح اگر ان حکمرانوں پر نام نہاد قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش تو دور کی بات سازش کا پتا چل جائے تو پیش بندی کے طور پر حملہ آوروں کو

قاتل باور کرلیا جاتا ہے اور اس ناکردہ جرم پر فوراً قتل کا حکم لاگو کردیا جاتا ہے۔ اپنی ذات کے لئے تو یہ اس حد تک چلے جاتے ہیں' لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کا معاملہ آئے تو منہ میں گھنگھنیاں ڈال لیتے ہیں۔ ذرا ان حکمرانوں کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اندازہ لگایئے کہ اپنے بارے میں تو وہ یہ حکم لاگو کرتے ہیں کہ ناکردہ جرم پر بھی سزا دے ڈالتے ہیں لیکن جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات پر حرف آئے تو یہ چپ شاہ کا روزہ رکھ لیتے ہیں' اور اپنے آقاؤں سے مزید تعلقات بڑھاتے ہیں اور ان سے ملاقاتیں جاری رکھتے ہیں' اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت کا انہیں کوئی خیال نہیں آتا' اور نہ ہی توہین رسالت کے مرتکبین کو سزا دینے کا کوئی مطالبہ ان کی جانب سے سامنے آتا ہے' حالانکہ توہین رسالت کا مرتکب سزائے موت کا مستحق ہے اور اس مسئلہ پر تمام صحابہ وتابعین اور فقہائے امت متفق ہیں۔

لہٰذا ہم مسلم حکمرانوں سے مودبانہ گزارش کرتے ہیں کہ جن ممالک میں توہین رسالت کا ارتکاب کیا گیا ہے یا جن ممالک نے شاتمین رسولؐ کی سرپرستی کی ہے' ان تمام ممالک سے سفارتی و معاشی تعلقات یکسر منقطع کرلئے جائیں' اور توہین رسالت کے مرتکب افراد کو کڑی سزا دینے کا مطالبہ کیا جائے' جو صرف اور صرف سزائے موت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان میں بھی شاتمین رسولؐ کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے اور جن افراد پر توہین رسالت کا جرم ثابت ہوگیا' انہیں سزائے موت دی جائے۔

☆☆..........☆☆

گوجرخان میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد

گوجرخان (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرخان کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ''ختم نبوت کانفرنس'' مورخہ ۱۰/مارچ ۲۰۰۶ء بعد نماز عشاء جامع مسجد خلفائے راشدین میں منعقد ہوئی' جس کی سرپرستی استاذ العلماء' یادگار اسلاف' مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا عبدالمتین صاحب دامت برکاتہم نے کی۔ کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرخان کے امیر حضرت مولانا صاحبزادہ مفتی امداد اللہ صاحب نے کی' جبکہ کانفرنس کے مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم تھے۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مفتی محمود الحسن مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سرانجام دیئے۔ مہمان خصوصی سے قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ حضرت مولانا محمد طیب فاروقی نے بیان کیا۔ اس کے بعد مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم نے بیان فرمایا۔ آپ نے اپنے بیان میں یہ واضح فرمایا کہ مرزا قادیانی دنیا جہان کے کافروں سے بدتر تھا اور اس کی ذریت (یعنی قادیانی) دنیا کے تمام کافروں سے بدتر ہیں' اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا نے فرمایا کہ توہین رسالت کا ارتکاب سب سے زیادہ مرزا قادیانی دجال نے کیا ہے اور اب قادیانی کررہے ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔ بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرخان کے امیر حضرت مولانا صاحبزادہ مفتی امداد اللہ صاحب دامت برکاتہم نے مہمان خصوصی کا شکریہ ادا کیا۔ کانفرنس میں درج ذیل قراردادیں پاس کی گئیں' جن میں مطالبہ کیا گیا کہ: (۱) اہم عہدوں پر جو قادیانی تعینات ہیں' انہیں برطرف کیا جائے' (۲) ڈنمارک اور دیگر ممالک جو توہین رسالتؐ کے مرتکب ہوئے ہیں' ان کے ساتھ فی الفور سفارتی تعلقات ختم کئے جائیں' (۳) پاک فوج سے قادیانیوں کا خاتمہ کیا جائے' کیونکہ یہ جہاد کے مخالف ہیں' جبکہ پاک فوج کا موٹو جہاد ہے' (۴) امریکی صدر بش کو خوش کرنے کے لئے وانا میں جو آپریشن شروع کیا گیا ہے اسے فی الفور بند کیا جائے' (۶) شان رسالتؐ کے حق میں ریلیوں سے جن بے گناہ افراد کو حکومت نے گرفتار کیا ہے' انہیں فی الفور رہا کیا جائے' (۷) قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور انہیں ۱۹۸۴ء کے آرڈی نینس کا پابند بنایا جائے۔ دریں اثنا ۱۱/مارچ کو بعد نماز ظہر شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے حضرت مولانا عبدالمتین صاحب دامت برکاتہم سے ان کی رفیقہ حیات کے انتقال پر تعزیت کی۔

ABDULLAH SATTAR DINA & SONS JEWELLERS

عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز

Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers

Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

کیا توہین رسالتؐ

نام نہاد آزادیٔ صحافت کا حصہ ہے؟

قاری عبدالوحید قاسمی

یورپی میڈیا اور اس کے ہم نوا اور ان کی حکومتیں ایک منظم سازش کے تحت اسلام ‘مسلمانوں اور خصوصاً خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور آخری کتاب قرآن پاک کے خلاف مسلسل سازشوں میں مصروف ہیں‘ اور پھر وہ ان سازشوں کو آزادیٔ صحافت کا نام دیتے ہیں۔

ان سازشوں میں یہودی‘ صیہونی‘ قادیانی اور ہندو سب برابر کے شریک ہیں‘ اور یہ ایک حقیقت ہے اور پوری دنیا پر اظہر من الشمس ہے کہ اس وقت یہودیت ‘صیہونیت اور قادیانیت سکڑ رہی ہے بلکہ ختم ہو رہی ہے‘ ان کے باطل نظریات پاش پاش ہو رہے اور اسلام پوری دنیا میں اتنی تیزی سے پھیل رہا ہے کہ اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے‘ اسلام کے اس سیلاب کو روکنا ان کے بس کی بات نہیں اور تمام کفریہ طاقتوں پر لرزہ طاری ہے‘ وہ اس رفتار کو روک تو نہیں سکتے‘ لیکن اسلام کے خلاف ‘مسلمانوں کے خلاف‘ بانیٔ اسلام‘ محسن انسانیت‘ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف‘ قرآن کے خلاف‘ جہاد کے خلاف‘ جھوٹے اور من گھڑت الزامات کی بھرمار کر رہے ہیں‘ مگر اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے۔

یہ اسلام کی فطرت ہے‘ ان کے ان جھوٹے الزامات پر‘ ان کے دباؤ پر بعض نام نہاد مسلم حکمران اور نام نہاد مفکرین ان کے جال میں پھنس کر ان کی پالیسیوں پر عمل کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں‘ مگر ان کا حال بھی دنیا و آخرت میں ان ہی جیسا ہوگا۔

سلمان رشدی ملعون‘ تسلیمہ نسرین‘ گوہر شاہی‘ یوسف کذاب‘ یونس شیخ‘ شہباز اور بے شمار غیر ملکی این جی اوز اس قسم کی سازشوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں‘ بلکہ ان کے وجود کا مقصد ہی ان سازشوں کو پروان چڑھانا ہے۔

ڈنمارک میں توہین رسالت کے حالیہ واقعات کے مجرم پکے یہودی ہیں‘ جے لینڈز پوسٹن نامی یہودی اخبار کی پیشانی پر ڈیوڈ کا استار واضح بنا ہوا ہے‘ جبکہ توہین آمیز خاکے بنانے والوں کا ایک امریکی تنظیم نیوکر تین بورن سے بھی تعلق ہے۔

ڈنمارک کے مصنف کیری نے اپنی نئی کتاب ۱۰۰ توہین آمیز خاکے شائع کئے ہیں۔

ایک بات غور طلب ہے کہ ڈنمارک میں یہ سازشیں زوروں پر کیوں ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ ڈنمارک کی موجودہ حکومت اور موجودہ ملکہ مارگریٹ کی سرکاری سطح پر شائع شدہ بائیوگرافی (سوانح حیات) جو اپریل ۲۰۰۵ء میں منظر عام پر آئی ہے‘ اس کا بغور مطالعہ کریں‘ تو اس کتاب میں اس ملعونہ ملکہ نے سب سے پہلے اسلام کے خلاف کہا اور لکھا کہ اس وقت عالمی اور مقامی سطح پر ہمیں اسلام کا چیلنج درپیش ہے‘ ہمیں اسلام کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہئے‘ مگر ہم نے سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کیا ہے۔

ڈنمارک کی ملکہ نے اسلام کے خلاف جنگ کرکے اسے روکنے کی دعوت دی ہے‘ جس کا مظاہرہ ۳۰/ستمبر ۲۰۰۵ء بروز جمعۃ المبارک کو ڈنمارک کے ایک روزنامے جے لینڈز پوسٹن نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ توہین آمیز خاکے شائع کرکے کیا۔

ان توہین آمیز خاکوں کے بارے میں یہ بتانے کی کہ ان میں کیا دکھایا گیا ہے؟ قلم اور ہاتھ جرأت نہیں کرتے‘ مگر امت مسلمہ کو جگانے اور احساس دلانے کے لئے دو تین خاکوں کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں‘ نقل کفر کفر نباشد‘ اللہ معاف فرمائے‘ آمین‘ ثم آمین۔

☆...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو عورتوں پر خنجر لہراتے ہوئے دکھایا گیا۔ نعوذ باللہ۔

☆......ایک خاکے میں آپ کو بموں سے لیس پگڑی پہنے ہوئے دکھایا گیا ہے' جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ۔

☆......ایک خاکے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے ہوئے ہیں اور آپ کی پیٹھ پر ایک کتا چڑھا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ۔

اس روزنامہ میں دیگر توہین آمیز خاکے بھی شائع ہوئے اور بہت سے غلیظ قسم کے مناظر دکھائے گئے' جنہیں تحریر کرنے سے قلم عاجز ہے۔

یہ روزنامہ سرکاری اخبار ہونے کے ساتھ ساتھ وزارت عظمیٰ کا ترجمان بھی ہے اور ان خاکوں کے شائع کرنے سے پہلے باقاعدہ وزارت عظمیٰ کے آفس میں اجلاس بھی ہوا' اس کی تصدیق ۳۰/ستمبر ۲۰۰۵ء کو اخبار کے چیف ایڈیٹر نے بھی کی تھی اور پھر ۳۰/ستمبر کو اس اخبار نے ایک واضح اعلان چھاپا' جس کا عنوان تھا: ''پیغمبر اسلام کے خاکے بنایئے۔''

اظہار رائے کا نعرہ لگانے والے اس اخبار نے اپریل ۲۰۰۳ء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کارٹون شائع کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان توہین آمیز خاکوں کے بعد جب پوری دنیا میں مسلمانوں میں ایسے جذبات پیدا ہوئے کہ ان ممالک کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا اعلان ہوا اور ان کی مصنوعات خریدنا علمائے کرام نے حرام قرار دیا تو اس کے بعد ڈنمارک حکومت نے دنیا کے سامنے معذرت کا ڈھونگ ہی رچایا' کیونکہ نہ تو خاکے بنانے والے کو گرفتار کیا اور نہ ہی اخبار پر پابندی لگائی' بلکہ جھوٹ بول کر مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی ناکام کوشش کی تاکہ مصنوعات کا بائیکاٹ ختم کرایا جائے' مگر تاحال یہ بائیکاٹ جاری ہے۔

ڈنمارک کے الجزائر میں موجود سفیر نے مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ مسلمان تو بائیکاٹ کر رہے ہیں' مگر یہ کھائیں گے کہاں سے؟ ان کی اپنی مصنوعات موجود نہیں۔ مگر ڈنمارک کے سفیر کو یہ پتا نہیں ہے کہ مسلمان گھاس اور پتے کھانا گوارا کرلیں گے' مگر اپنے نبی کی توہین کرنے والوں کے ٹکڑوں پر پلنا گوارا نہیں کریں گے۔ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے' مگر اپنے نبی کی توہین کسی صورت میں برداشت نہیں کرسکتا' تاریخ اس کی شاہد ہے۔

اس صورت حال کے بعد بعض حکومتوں اور اخبارات نے معافی کا اظہار کیا ہے اور بعض مسلم حکمران اور مفکرین اس پر زور دے رہے ہیں کہ جب انہوں نے معافی مانگ لی ہے تو ان کو معاف کر دیا جائے اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ ختم کر دیں۔ ایسے حالات میں کیا ہمیں مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ معاف کر دیں اور بائیکاٹ ختم کر دیں؟؟

پوری امت کا اجماعی فیصلہ شروع سے آج تک جو چلا آرہا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں اور اس فیصلہ پر قائم رہیں۔ سوا ارب مسلمانوں سے یہی توقع ہے کہ وہ ڈنمارک اور دیگر یورپی ممالک' جنہوں نے خاکے شائع کئے' ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ جاری رکھیں گے۔

☆☆..........☆☆

حضرت مولانا عبدالمتین صاحب دامت برکاتہم کی اہلیہ کا سانحہ ارتحال

گوجر خان (نمائندہ خصوصی) استاذ العلماء' مجاہد ختم نبوت' یادگار اسلاف' سرپرست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا عبدالمتین صاحب دامت برکاتہم کی اہلیہ محترمہ ۲۶/فروری بروز اتوار نماز مغرب ادا کرتے ہوئے انتقال فرماگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ انتہائی نیک اور پارسا خاتون تھیں۔ ان کی نیکی اور تقویٰ کی برکت سے اللہ پاک نے ان کے صاحبزادوں کو حافظ' عالم اور مفتی بنایا۔ ساری زندگی صبر و شکر کے ساتھ بسر کی۔ ۲۷/فروری بروز پیر بعد نماز ظہر مرحومہ کا جنازہ حضرت مولانا عبدالرؤف امیر عالمی مجلس تحفظ نے پڑھایا جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مجلس کی نمائندگی کرتے ہوئے مفتی محمود الحسن نے مرحومہ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ اللہ پاک مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر کراچی
فون: 2545573

اہل مغرب کی ناکام سازش

یورپی اخبارات میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے بعد جہاں پورے عالم میں شدید احتجاج ہو رہا ہے' وہاں سنجیدہ اذہان یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ ایک ایسے وقت میں جبکہ مغرب کو عالم اسلام میں اپنے استعماری' مشنری اور ثقافتی منصوبوں کی تکمیل کے لئے مسلمانوں کی گہری خوابیدگی کی ضرورت تھی' اس نے ایسا کیوں کیا؟ جس سے یکا یک یہ بھونچال آ گیا؟ نفرت کی چنگاریاں سلگا کر اس وقت عالم اسلام میں ہلچل مچانے کی آخر کیا وجہ تھی؟

طاغوتی طاقتیں عالم اسلام سے متعلقہ اپنے مذموم مفاد کی تکمیل اس کے بغیر بھی کر سکتی تھیں' ان کے مشنری ادارے عالم اسلام کے ہر شہر' قصبے اور دیہات میں کام کر کے بے شمار افراد کو مرتد بنا رہے ہیں' ان کا میڈیا اس ثقافت کو فروغ دے رہا ہے جو مادر پدر آزاد ہے اور مسلم ممالک میں اسے روز بروز نہ صرف مقبولیت حاصل ہو رہی ہے' بلکہ اسلامی ممالک کا میڈیا بھی کم و بیش اسی ڈگر پر چل رہا ہے' جغرافیائی لحاظ سے اسلامی ممالک کی سرحدوں کا تقدس آئے دن مجروح ہوتا رہتا ہے' فلسطین' کشمیر اور افغانستان سمیت مسلم دنیا کے اہم ترین پوائنٹ مغربی طاقتوں یا ان کے حمایتوں کے ہاتھوں میں ہیں' اس صورت حال میں اچانک ان خاکوں کی اشاعت سے اسلامی دنیا کو کیوں برافروختہ کیا گیا؟ یہ صورت حال تو مغربی دنیا کے مقاصد کے بالکل خلاف اور ان کے منصوبوں پر پانی پھیرنے کے مترادف ہے۔

اس سوال کے جواب کے لئے ہم ڈنمارک کے دریدہ دہن اخبار جے لینڈز پوسٹن کے ایڈیٹر فلیمنگ روز کی اس تحریر پر نظر ڈالتے ہیں' جس میں اس نے اس ناپاک ترین فعل کی توجیہات پیش کی ہیں۔ ان اقتباسات سے نہ صرف یہ کہ ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اہل مغرب' اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں؟ بلکہ اس

مولانا محمد اسمٰعیل ریحان

سے یہ بھی بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس بارے میں کس حد تک غیر حساس دیکھنا چاہتے ہیں۔ دریدہ دہن اخبار جے لینڈز پوسٹن کا رسوائے زمانہ ایڈیٹر فلیمنگ روز لکھتا ہے:

"کارٹون کی اشاعت کی اجازت دینے میں میرے پیش نظر اسلامی موضوعات پر اظہار خیال سے روکنے والا خوف تھا' جو یورپ میں کئی مواقع پر "سیلف سنسر" کا سبب بن چکا ہے۔ میں اب بھی یہ سمجھتا ہوں کہ ہم یورپ والوں کو اس صورت حال کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہئے اور اعتدال پسند مسلمانوں کو اکسانا چاہئے کہ وہ اس پر کھل کر اظہار خیال کریں۔"

مذکورہ اقتباس سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ مغربی میڈیا' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق موضوعات میں ادب و احترام کی لازمی حیثیت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں' وہ اسے ایک خوف کے تحت رواج پانے والے "سیلف سنسر" کا نام دیتا ہے اور اس طرز کو تبدیل کرنے اور اسے ترک کرنے کا داعی ہے۔ گویا مغربی میڈیا یہ چاہتا ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دریدہ دہنی کی فضا اتنی عام ہو جائے کہ اس بارے میں کوئی کچھ بھی کہہ سکے' کسی پر کوئی روک ٹوک نہ ہو' کسی کو پوچھ گچھ کا خوف نہ ہو...... صرف یہی نہیں' بلکہ طاغوت کے یہ ایجنٹ یہ بھی چاہتے ہیں کہ آزادیٔ اظہار کے نام پر بے ادبی اور گستاخی کے یہ جراثیم مسلمانوں میں بھی منتقل کر دیے جائیں تاکہ وہ نام کے مسلمان بھی نہ رہیں' بلکہ کھلے کافر' مرتد' زندیق اور گستاخ بن جائیں۔

جے لینڈز پوسٹن کا ایڈیٹر اس حوالے سے بدبخت کارٹونسٹوں کا نقطۂ نظر بیان کرتے ہوئے مزید لکھتا ہے:

"ہم آپ (یورپی مسلمانوں) کو طنز و استہزاء کی اس روایت میں شامل

کر رہے ہیں‘ کیونکہ آپ ہماری سوسائٹی کا حصہ ہیں‘ کوئی غیر نہیں۔“

اندازہ لگایئے کہ کس بے حیائی کے ساتھ یہ بدباطن خود مسلمانوں کو توہین رسالتؐ کے بھیانک ترین جرم میں شرکت کی دعوت دے رہے ہیں اور اس بارے میں نرم گوشہ رکھنے والے افراد کو اعتدال پسند مسلمانوں کا نام دیا جارہا ہے۔

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے بعد برطانوی خبر رساں ادارے بی بی سی سمیت مغربی میڈیا کے متعدد چینلز اور درجنوں اخبارات نے ”اعتدال پسند مسلمان دانشوروں“ کے طور پر ایسے لوگوں کو متعارف کرایا‘ جن کے عقائد و نظریات قطعاً ملحدانہ ہیں‘ جو سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مغرب نے توہین رسالتؐ کے اس واقعے کے بارے میں ان کے ایمان کش خیالات ونظریات کی خوب خوب تشہیر کی‘ جن میں کہا گیا کہ مسلمانوں کو اس بات میں قطعاً جذبات سے کام نہیں لینا چاہئے‘ بلکہ صبر وتحمل سے مغرب کے موقف پر غور کرنا چاہئے اور آزادیٔ اظہار کے عالمی دھارے میں شامل ہونا چاہئے۔

اس بات کا ثبوت کہ یہ خاکے باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت شائع کئے گئے ہیں‘ خود گستاخ ایڈیٹر کے اپنے الفاظ ہیں۔ مذکورہ صورتحال کا ذکر کرنے کے بعد وہ ایڈیٹر لکھتا ہے:

”میں نے ڈینش کارٹونسٹوں کی ایسوسی ایشن کے ارکان کو دعوت دی کہ وہ اپنے تصورات کے مطابق حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصویر کشی کریں۔“

ظاہر ہے کہ کارٹونسٹوں کو کسی کے کارٹون بنانے کی دعوت دینے کا مقصد اس کی توہین کے سوا بھلا اور کیا ہوسکتا ہے؟

گستاخ رسول ایڈیٹر کی خود سری ملاحظہ فرمائیں کہ اس نے یہ ماننے کے باوجود کہ اس فعل سے مسلمانوں کو صدمہ پہنچا ہے‘ کہا ہے کہ:

”ہم ایسا مواد‘ بلکہ جارحانہ مواد شائع کرنے کا حق رکھتے ہیں اور اس پر قطعاً معذرت خواہ نہیں۔“

لگتا ہے کہ مغربی میڈیا نے ہر قیمت پر یہ تہیہ کرلیا ہے کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ادب واحترام کی رائج فضا کو ختم کرنے کی مہم ترک نہیں کرے گا‘ اس کی بنیادی وجہ خود اس ایڈیٹر کے قلم سے یہ سامنے آئی ہے:

”سرد جنگ کا یہ سبق ہے کہ اگر آپ ایک بار مطلق العنانیت پر مبنی جذبات سے دب جائیں گے تو مطالبات بڑھتے جائیں گے‘ مغرب کو سرد جنگ میں غلبہ اس لئے حاصل ہوا کہ ہم اپنی بنیادی اقدار پر قائم رہے اور ہم نے مطلق العنان جابروں کو خوش کرنا گوارا نہ کیا۔“

کیا یہ تحریر یہ ظاہر نہیں کررہی ہے کہ مغرب مسلمانوں کا چوطرفہ استحصال کرنے کے باوجود ان کی جانب سے صرف اپنے مذہبی حقوق کے تحفظ کی صدا کو بھی ”مطلق العنانیت“ سمجھتا ہے؟ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مغربی طاقتیں مسلمانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح بالکل بے حیثیت تصور کرتی ہیں‘ مسلمانوں کا کوئی حق ان کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا‘ مسلمانوں کی طرف سے بنیادی حقوق اور مذہبی اقدار کی خاطر بلند کی جانے والی آواز بھی اہل مغرب کے نزدیک اسی طرح مٹا دینے کے قابل ہے‘ جس طرح کسی ظالم وجابر کی مطلق العنانیت۔

کیا ستم ہے! کہ اس کھلے جبر واستبداد کے باوجود مغرب کو رواداری اور وسعت ظرفی کا دعویٰ ہے۔ کیا ہم اہل مغرب کے ”دانشور طبقے“ کی اس قدر پست ذہنیت کے بعد بھی ان سے کسی خیر کی توقع رکھ سکتے ہیں؟

بہر کیف یہ بات باعث اطمینان ہے کہ اس تمام تر شیطانی منصوبہ بندی کے باوجود مغرب‘ مسلمانوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب واحترام کے جذبات کم نہیں کرسکا‘ بلکہ اس چوٹ سے مسلمانوں میں حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تڑپ پہلے سے بڑھ گئی ہے۔ مسلمانوں نے دنیا بھر میں بھرپور احتجاج کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ وہ مغرب کی اندھی نقالی کے باوجود ایسے بے راہ رو نہیں ہوئے کہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا ادب واحترام بھی فراموش کردیں۔

ایک بے ادب‘ بے لگام‘ مردہ دل اور سیاہ باطن قلم کار اسے چاہے دانشوری کا نام دے یا آزادیٔ اظہار کا‘ اسے اعتدال پسندی کہے یا روشن خیالی‘ اس پر سیلف سنسر کے خاتمے کا لیبل لگائے یا اسے غیر جانبدار رجحان کی حوصلہ افزائی سے تعبیر کرے‘ مگر مسلمان چاہے کیسا ہی گیا گزرا کیوں نہ ہو‘ کتنا ہی پاپی‘ شرابی کبابی کیوں نہ ہو‘ وہ اسے گستاخی ہی کہے گا‘ وہ اسے ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کرسکتا‘ وہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے لئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں آجاتا ہے‘ اسے احساس ہے کہ وہ گنہگار ہے‘ بدکار ہے‘ روسیاہ ہے‘ اسے یہ بھی اندازہ ہے کہ وہ خدا کا مجرم ہے‘ اسے یہ بھی پتا ہے کہ اسے راہ سے ہٹانے

والے شیطان کے ایجنٹ مغربی میڈیا کے بھی کرتا دھرتا ہیں' وہ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی دن رات ان کے ہاتھوں لٹتا رہتا ہے' اسلامی صورت' شکل' لباس' سب کچھ ان کے لئے لٹا دیتا ہے...... مگر جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ ان بدبختوں کا ہاتھ ناموس رسالتؐ کی طرف بڑھ رہا ہے تو وہ اسے برداشت نہیں کرسکتا' مغربی مے کا نشہ ایک لمحے میں ہرن ہو جاتا ہے' ایمان کی چنگاری' جس پر کروڑوں گناہوں کی دھول جمی ہوتی ہے' ایمانی غیرت کے ایک جھونکے سے سلگنے لگتی ہے اور سلگ کر شعلہ جوالہ بن جاتی ہے' پھر یورپی مصنوعات کوڑے کے ڈھیروں پر پڑی نظر آتی ہیں' سڑکیں احتجاج کرنے والوں سے بھر جاتی ہیں' پھر بظاہر لبرل مسلمان بھی انتہاپسندوں کے ساتھ نظر آتے ہیں' مغرب کے ہرزہ سرا بدقماشوں کو کہنا پڑتا ہے کہ:

"سارے مشرق وسطٰی اور ایشیا میں جو المناک مظاہرے ہوئے ہیں' ہمیں ان کی توقع نہ تھی' نہ ہم ایسا چاہتے ہیں' ہمارے اخبار کو ۳۰۰ دھمکیاں موصول ہو چکی ہیں' ۱۰ افراد حراست میں ہیں' کارٹونسٹ قتل کی دھمکیاں ملنے کے باعث روپوش ہیں' جے لینڈز پوسٹن کے ہیڈ کوارٹر کو کئی بار بم دھماکوں کی دھمکیوں کے باعث خالی کرنا پڑا ہے۔ یہ وہ فضا نہیں کہ جس میں سنسرشپ کو نرم کیا جا سکے۔"

آخر ایسا کیوں نہ ہو؟ کون ہے جو کالی کملی والے (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمت کو دھبہ لگانے کی کوشش کرے اور پھر چین و آرام سے رہ سکے؟ چاند کا تھوکا خود اپنے ہی منہ پر آتا ہے۔

☆☆..........☆☆

ننگر پارکر میں توہین آمیز خاکوں کے خلاف احتجاجی ریلی

ننگر پارکر (رپورٹ: شبیر احمد کھوسہ) تھرپارکر ضلع کی آخری تحصیل ننگر پارکر شہر میں ڈنمارک' ناروے اور دیگر یورپین ممالک کے اخبارات میں توہین رسالت والے کارٹون چھاپنے کے خلاف جامع مسجد سلمہ کے ساتھ پریس کلب سے ایک احتجاجی ریلی نکالی گئی۔ ریلی کی قیادت جمعیت علماء اسلام ضلع تھرپارکر کے صدر مولانا محمد انور سومرو' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تھرپارکر کے مبلغ مولانا خان محمد جمالی' ننگر پارکر کی جامع مسجد سلمہ کے خطیب اور مدرسہ الحق کے ناظم قاری احمد علی درس نے کی۔ شہریوں نے اپنا کاروبار بند کرکے بھرپور انداز سے ریلی میں شرکت کی۔ ریلی میں صدر بش کے پتلے کو گدھے پر چڑھا کر پورے شہر میں ریلی کے ساتھ گشت کرا کے بس اسٹینڈ ننگر پارکر پر بے عزت کرکے جلایا گیا۔ بس اسٹینڈ ننگر پارکر پر ریلی کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد انور سومرو نے کہا کہ ننگر پارکر گو ملک کے ایک کونے میں ہے' لیکن یہاں کی عوام باشعور ہے اور اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سب کچھ کر گزرنے کے لئے تیار ہے۔ مسلمان یہ ثابت کر چکے ہیں کہ ہم اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو کے تحفظ کی خاطر ایک ہیں' مسلمانوں کو توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے یورپی ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہئے اور اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے قوانین پاس کرائے جانے تک بائیکاٹ جاری رکھنا چاہئے۔ مولانا خان محمد جمالی نے تحفظ ناموس رسالتؐ کے حوالے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈنمارک اور ناروے کے جن اخبارات نے توہین آمیز کارٹون چھاپے ہیں' ان اخبارات کو شائع کرنے والے عملے' کارٹون بنانے والے اور ان اخبارات کے ایڈیٹروں کو مسلمانوں کے حوالے کیا جائے تاکہ اسلامی قوانین کے مطابق ان کو سزا دی جا سکے۔ آخر میں مولانا احمد علی نے اتحاد امت کے حوالے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب تک ہم سب مسلمان اپنے مسلکی اور فروعی اختلافات بھلا کر ایک نہیں ہو جاتے' اس وقت تک دشمن ہمیں اپنے دین پر صحیح طور پر چلنے نہیں دیں گے' کبھی مرزا غلام احمد قادیانی جیسا کذاب پیدا کرکے' کبھی گوہر شاہی کا فتنہ کھڑا کرکے' کبھی یوسف کذاب کے روپ میں اور کبھی سیدھا وار کرکے ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر توہین آمیز حملہ کرکے گستاخیاں کرتے رہیں گے' ہم سب کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جھنڈے تلے جمع ہو کر ان کا مقابلہ کرنا ہوگا' الحمدللہ! ننگر پارکر کے مسلمانوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اپنے دین اور اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے ہم سب ایک ہیں' ہم ننگر پارکر سے ڈنمارک تک مارچ کرکے دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے تیار ہیں۔ آخر میں مولانا محمد انور سومرو نے دعا کرائی اور ریلی کے شرکاء پُرامن طور پر منتشر ہو گئے۔

توہین رسالتؐ اور گستاخانِ رسول ﷺ کا بدترین انجام

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدگوئی کرنے والوں کے یہ واقعات وہ تھے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آئے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کے جرم میں انہیں معاف نہیں کیا گیا، بلکہ کیفرکردار تک پہنچایا گیا۔

اب چند واقعات وہ لکھے جاتے ہیں، جو پاکستان بننے سے پہلے انگریزی دورِ حکومت میں وقوع پذیر ہوئے اور غازیانِ اسلام نے ان شاتمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جہنم رسید کیا اور خود بھی جامِ شہادت نوش کیا۔

راج پال ہندو کی توہینِ رسالت:

۱۹۲۳ء کو لاہور میں راج پال ہندو نے رسوائے زمانہ کتاب ''رنگیلا رسول'' شائع کی، جس میں (نعوذ باللہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بڑی توہین کی گئی تھی، جب یہ کتاب چھپ کر بازار میں آئی تو مسلمانوں میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی، مسلمان زعماء نے حکومت سے اس کتاب کی فوری ضبطی اور اس کے ناشر کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا، جس پر راج پال کے خلاف فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے جرم میں مقدمہ چلایا گیا، لاہور کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ملزم کو چھ ماہ قید کی سزا دی، لیکن اس وقت شادی لال جیسا متعصب چیف جسٹس تھا، اس کے ایماء پر ملزم راج پال کو سزا سے بری کردیا گیا، جس نے مسلمانوں کی آتشِ غضب کو اور بھڑکا دیا۔

غازی خدا بخش کا راج پال پر پہلا قاتلانہ حملہ:

۲۴/ستمبر ۱۹۲۷ء کو جب ملعون راج پال اپنی دکان پر موجود اور کاروبار میں مشغول تھا، ایک مرد مجاہد خدا بخش جو لاہور کا رہنے والا تھا، انہوں نے اس خبیث پر تیز دھار دار چاقو سے حملہ کرکے اسے زخمی کردیا، لیکن اس بدبخت نے اس وقت بھاگ کر اپنی جان بچائی، غازی خدا بخش کو زیر دفعہ ۳۰۷ الف تعزیرات ہند گرفتار کرلیا گیا اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہوری ایم بی اوگلوی کی عدالت میں ان کے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ غازی خدا بخش نے اپنی طرف سے وکیل صفائی مقرر کرنے سے انکار کردیا، راج پال مستغیث نے عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ:

''مجھ پر یہ حملہ کتاب ''رنگیلا رسول'' کی اشاعت اور مسلمانوں کے ایجی ٹیشن کی وجہ سے کیا گیا ہے، اور مجھے خطرہ ہے کہ ملزم خدا بخش اب بھی مجھے جان سے ماردے گا، کیونکہ حملہ کے وقت ملزم چلایا تھا: ''کافر کے بچے! آج تو میرے ہاتھ آیا ہے، میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔''

عدالت کے استفسار پر اس مردِ غازی نے گرج دار آواز میں کہا: ''میں مسلمان ہوں، ناموسِ رسالت کا تحفظ میرا فرض ہے، میں اپنے آقا کی توہین ہرگز برداشت نہیں کرسکتا۔''

پھر راج پال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''اس نے میرے رسول کی شان میں گستاخی کی تھی، اس لئے میں نے اس پر قاتلانہ حملہ کیا، لیکن یہ کم بخت اس وقت میرے ہاتھ سے بچ نکلا۔''

اقبالِ جرم کے بعد غازی خدا بخش کو سات سال قیدسخت کی سزا سنائی گئی۔

غازی عبدالعزیز:

اس واقعہ کے چند دن بعد ایک اور مرد غازی عبدالعزیز نے جو افغانستان سے اپنے سینہ میں اس دشمن اسلام راج پال کے خلاف غصہ کی آگ لے کر لاہور پہنچا تھا، ۱۹/اکتوبر ۱۹۲۷ء کی شام راج پال کی دکان پر آیا، اتفاقاً اس وقت راج پال کا ایک دوست سوامی ستیانند بیٹھا تھا، جسے غازی عبدالعزیز نے شاتم رسول سمجھ کر چاقو سے حملہ کرکے زخمی کردیا، پولیس نے جائے واردات پر پہنچ کر

غازی عبدالعزیز کو گرفتار کرلیا‘ عدالت نے اس مرد مجاہد کو بھی وہی سزا دی جو غازی خدا بخش کو دی گئی تھی‘ جسے بھگت کر یہ دونوں غازی جیل سے سرخرو ہوکر نکلے۔

غازی علم الدین شہید کا راج پال پر حملہ:

علم الدین ایک محنت کش نجار ”طالع مند“ کا بیٹا تھا‘ جب علم الدین پیدا ہوا تو اسے اس کی ماں کی گود میں دیکھ کر ایک فقیر نے بشارت دی کہ تم لوگ بڑے ہی خوش نصیب ہو کہ ایسا نیک بخت بچہ تمہارے گھر پیدا ہوا ہے۔

علم الدین نے قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم اپنے محلہ کی مسجد میں حاصل کی‘ یہ محلہ اس زمانہ میں بازار سرفروشاں کے نام سے مشہور تھا‘ جب یہ بچہ ذرا بڑا ہوا تو باپ نے اسے اپنے ساتھ کام پر لگالیا‘ جس میں اس نے بڑی جلدی مہارت حاصل کرلی۔

علم الدین کا ایک بچپن کا ساتھی عبدالرشید تھا‘ جسے سب پیار سے ”شیدا“ کے نام سے پکارتے تھے‘ شیدا کے والد کی دکان مسجد وزیر خان کے سامنے واقع تھی‘ ایک دن دونوں دوست گھر سے شام کے وقت جب مسجد وزیر خان پہنچے تو وہاں ایک جلسہ عام میں شیطان راج پال کے خلاف تقریریں ہورہی تھیں‘ جس میں یہ اعلان ہورہا تھا کہ مسلمان اپنی جانیں قربان کردیں گے‘ لیکن اس مردود راج پال کو زندہ نہیں چھوڑیں گے‘ یہ تقریریں سن کر دونوں دوست تڑپ اٹھے‘ گھر آکر علم الدین نے اپنے والد طالع مند سے پوچھا:

سوال:...... کیا کوئی شخص جو ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں گستاخی کرے‘ وہ زندہ رہ سکتا ہے؟

باپ نے جواب دیا:...... بیٹا! مسلمان اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

علم الدین نے باپ سے دریافت کیا: کیا اسے مارنے والے کو سزا ملے گی؟

جواب:...... ہاں بیٹا! یہاں گوروں کے قانون کے مطابق اس کو پھانسی کی سزا ملے گی۔

اسی رات علم الدین نے دیکھا کہ خواب میں ایک بزرگ نمودار ہوئے اور اس سے کہہ رہے ہیں کہ: علم الدین‘ دشمن نے تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں گستاخی کی ہے‘ تم ابھی تک سو رہے ہو‘ اٹھو اور جلدی کرو۔

یہ خواب دیکھ کر وہ فدائی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) فوراً اٹھ بیٹھا اور اپنے اوزار لے کر صبح سویرے اپنے دوست ”شیدا“ کے گھر پہنچا اور وہاں سے دونوں دوست بھاٹی دروازے کے سامنے والے کھلے میدان میں جا پہنچے‘ علم الدین نے وہاں رازدارانہ طریقہ سے اپنے دوست ”شیدا“ کو رات والا خواب سنایا تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی‘ کیونکہ اس نے بھی گزشتہ رات یہی خواب دیکھا تھا‘ اب دونوں دوستوں میں تکرار ہونے لگی‘ دونوں کا اصرار تھا کہ اس موذی کو مارنے کے لئے اسے بشارت ہوئی ہے‘ آخر طے پایا کہ قرعہ ڈالا جائے‘ اس میں جس کا نام آئے‘ وہی اس کام کو سرانجام دے‘ تین بار قرعہ ڈالا گیا اور ہر بار قرعہ فال طالع مند کے خوش نصیب فرزند علم الدین کے نام نکلا‘ جس پر اس کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا‘ شیدا کو اپنے اس دوست کی خوش بختی پر رشک آیا‘ اس نے علم الدین کو اس کامیابی پر مبارکباد دی‘ جس کے بعد دونوں دوست ایک دوسرے سے جدا ہوگئے‘ وہاں سے علم الدین سیدھے گھر پہنچے‘ وہ گھر آکر کچھ دیر کے لئے لیٹ گئے تو ذرا دیر کے لئے ان کی آنکھ لگ گئی‘ کیا دیکھتے ہیں کہ وہی بزرگ دوبارہ نمودار ہوکر ان سے کہہ رہے ہیں:

”علم الدین! یہ وقت سونے کا نہیں‘ بلکہ جس کام کے لئے تمہیں چن لیا گیا ہے‘ اس کی تکمیل کے لئے فوراً پہنچو‘ ورنہ بازی کوئی اور لے جائے گا۔“

جس پر وہ ایک بار پھر اپنے دوست شیدا کے پاس الوداعی ملاقات کے لئے پہنچے‘ اسے اپنی کچھ چیزیں بطور یادگار دیں اور دوبارہ گھر پہنچ کر انہوں نے اپنے منصوبے کی تکمیل کا پروگرام اپنے ذہن میں مرتب کرلیا اور گھر میں کسی سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی‘ اس ڈر سے کہ کہیں خون اور قرابت کے رشتے اس راہ میں حائل نہ ہوجائیں‘ اس دن انہوں نے غسل کیا‘ سرخ دھاری دار قمیص اور سفید شلوار پہنی‘ سر پر پگڑی باندھی‘ صاف اور اجلے لباس پر خوشبو لگائی‘ اس سے قبل انہوں نے اپنی ماں سے میٹھے چاول کی فرمائش کی تھی‘ جسے باپ بیٹے نے مل کر تناول کیا‘ باپ کے کسی کام پر جانے کے بعد علم الدین نے اپنی معصوم بھتیجی کے ماتھے کو سوتے میں بڑے پیار سے چوما اور اپنی بھابھی سے کچھ پیسے لے کر اس سج دھج سے خوشی خوشی اپنی مہم پر روانہ ہوگئے‘ مگر کسی کے ذہن میں یہ بات نہ آئی کہ علم الدین نے آج کے دن یہ سارا اہتمام کیوں کیا ہے؟ گھر سے گنجی بازار پہنچ کر وہاں آتما رام کباڑیئے کی دکان سے ایک روپیہ میں ایک لمبا چاقو خریدا اور اسے شلوار کے نیفے میں اڑس لیا‘ پھر وہ سیدھے دوپہر کے وقت انارکلی ہسپتال روڈ‘ راج پال کی دکان کے سامنے والی ٹال پر پہنچے۔

راج پال جہنم رسید:

جوں ہی تال والے جوان نے علم الدین کو بتلایا کہ وہ منحوس دکان کے اندر داخل ہوا ہے تو وہ اپنے شکار کے تعاقب میں دکان کے اندر پہنچ گئے اور اسے دیکھتے ہی ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا' اس کے ساتھ ہی ان کے اندر عقابی روح بیدار ہوئی اور انہیں اپنی منزل آسمانوں میں نظر آنے لگی' چیتے کی سی پھرتی کے ساتھ جھپٹ کر علم الدین نے راج پال خبیث کے سینے میں چاقو پیوست کر دیا' جو اس کے دل کو چیرتا ہوا نکل گیا' یہ ضرب ایسی کاری ثابت ہوئی کہ وہ مردود زخموں کی تاب نہ لا کر اوندھے منہ زمین پر گر پڑا اور وہیں اس نے دم توڑ دیا' اس طرح اس بد بخت کو کیفر کردار تک پہنچانے کے بعد غازی علم الدین جب دکان سے باہر نکلے تو مقتول کے ملازمین نے ''مار دیا' مار دیا'' کا شور مچانا شروع کر دیا' جس پر قریب کے ایک ہندو دکاندار سیتا رام کے لڑکے اور اس کے ساتھیوں نے آ کر پیچھے سے اس نوجوان غازی کو پکڑ لیا' جس پر علم الدین نے کہا:

''آج میں نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بدلہ لے لیا' آج میں نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بدلہ لے لیا۔''

اس عرصہ میں پولیس بھی جائے واردات پر پہنچ گئی' جس نے غازی علم الدین کو گرفتار کر لیا اور ۱۰/ اپریل ۱۹۲۹ء کو مسٹر لوئیس ایڈیشنل مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں علم الدین کے خلاف زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند' مقدمہ قتل کی کارروائی شروع ہوئی۔

مقدمہ کی سماعت کے دوران علم الدین کے چہرے پر معصوم مسکراہٹ کھیلتی رہی' شہادت قلم بند ہونے کے بعد سرسری بحث کے بعد مقدمہ سیشن کورٹ کے سپرد ہوا' سیشن کورٹ نے ۲۲/مئی ۱۹۲۹ء کو سزائے موت کا فیصلہ سنایا اور حسب ضابطہ توثیق کے لئے لاہور ہائی کورٹ بھجوایا گیا۔

والدین کے حکم کی تعمیل میں علم الدین کی جانب سے بھی اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کی گئی' جس کی پیروی اس وقت کے چوٹی کے قانون دان قائداعظم محمد علی جناح نے کی' قائداعظم کی بحث کا سب سے اہم نکتہ یہ تھا کہ راج پال نے ''رنگیلا رسول'' جیسی قابل اعتراض کتاب شائع کر کے پیغمبر اسلامؐ کی توہین کی ہے' جسے کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا' چونکہ یہ کتاب اشتعال انگیزی کا سبب بنی' اس لئے ملزم نے قتل عمد کا ارتکاب نہیں کیا' لہٰذا اسے سزائے موت نہیں دی جا سکتی' اس کے جواب میں وکیل سرکار رام لال نے من جملہ دیگر دلائل کے یہ موقف اختیار کیا کہ پیغمبر اسلام کی اہانت واقعی افسوسناک بات ہے' لیکن تعزیرات ہند میں اس جرم کی کوئی سزا مقرر نہیں' اس لئے مقتول نے کوئی خلاف قانون حرکت نہیں کی تھی' چنانچہ ملزم کا یہ فعل اشتعال انگیزی کی تعریف میں نہیں آتا اور اس نے سیشن کورٹ کی سزائے موت کا فیصلہ بحال رکھا' جب یہ فیصلہ غازی علم الدین کو سنایا گیا تو وہ مارے خوشی کے چیخ اٹھے اور کہا:

''اس سے بڑھ کر میری اور کیا خوش نصیبی ہوگی کہ مجھے شہادت کی موت نصیب ہو رہی ہے اور بارگاہِ رسالتؐ میں حاضری کی سعادت سے بھی مجھے سرفراز کیا جا رہا ہے۔''

جب ان کا غمگسار دوست ''شیدا'' ان سے ملاقات کے لئے میانوالی جیل پہنچا تو اسے غمگین دیکھ کر علم الدین نے کہا:

''یار! آج تجھے تو میری طرح خوش ہونا چاہئے' اپنے آقا کے نام پر کٹ مرنا ہی ایک مسلمان کی سب سے بڑی آرزو ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ کتنی بڑی کرم نوازی ہے کہ ہزاروں' لاکھوں مسلمانوں میں سے اپنے اس حقیر بندے کے ہاتھوں اس ناپاک شیطان کو ختم کرایا اور دیکھو! رسول کریم صلی اللہ

> ''اپنے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر کٹ مرنا ہی ایک مسلمان کی سب سے بڑی آرزو ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ کتنی بڑی کرم نوازی ہے کہ ہزاروں' لاکھوں مسلمانوں میں سے اپنے اس حقیر بندے کے ہاتھوں اس ناپاک شیطان کو ختم کرایا اور دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے کی میری دلی مراد بھی پوری ہو رہی ہے' اس لئے تمام مسلمان بھائیوں تک میری یہ بات پہنچا دو کہ وہ میری موت پر غم نہ کریں' بلکہ میرے لئے دعائے خیر کریں۔''

علیہ وسلم پر قربان ہونے کی میری دلی مراد بھی پوری ہورہی ہے' اس لئے تمام مسلمان بھائیوں تک میری یہ بات پہنچا دو کہ وہ میری موت پر غم نہ کریں' بلکہ میرے لئے دعائے خیر کریں۔"

والدین اور عزیز و اقارب سے آخری ملاقات کے موقع پر اپنی والدہ سے کہا کہ: وہ ان کو اپنا دودھ بخش دے' ماں کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر کہنے لگے:

"ماں! دیکھ تو کتنی خوش نصیب ہے کہ تیرے بیٹے کو شہادت کی موت مل رہی ہے' مجھے تو ہنسی خوشی رخصت کرنا چاہئے۔"

پھر علم الدین نے پیالہ سے پانی پیا اور اسی پیالہ سے اپنے عزیزوں اور والد طالع مند کو پانی پلا کر پوچھا کہ: انہیں بھی اس کی ٹھنڈک پہنچی ہے؟ سب نے جب اثبات میں جواب دیا تو کہنے لگے: مجھے تو جگر تک ٹھنڈک محسوس ہورہی ہے' پھر ان سب سے کہا کہ: "کوئی ان کی موت پر آنسو نہ بہائے' ورنہ انہیں اس سے تکلیف ہوگی۔"

جیل کے حکام کو وصیت نامہ میں اپنے عزیزوں کے لئے یہ بات بطور خاص لکھوائی کہ:

"ان کے پھانسی پر چڑھنے سے وہ بخشے نہیں جائیں گے' بلکہ ہر ایک اپنے اعمال کے مطابق جزا اور سزا کا حق دار ہوگا اور انہیں تاکید کی کہ وہ نماز نہ چھوڑیں اور زکوۃ برابر ادا کریں اور شرع محمدیؐ پر قائم رہیں۔"

آخر کار ۳۱/اکتوبر ۱۹۲۹ء کو وہ دن آ پہنچا' جس کے لئے علم الدین کی جان بے تاب تڑپ رہی تھی' رات اس جوان شب زندہ دار نے ذکر الٰہی اور تہجد میں گزاری اور طلوع سحر پر انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز فجر ادا کی' مجسٹریٹ' داروغہ جیل اور مسلح سپاہیوں کے ہمراہ استقبال کے لئے کوٹھڑی کے دروازے پر موجود تھا' مجسٹریٹ نے اس مرد غازی سے پوچھا: کوئی آخری خواہش؟ تو کہا: صرف دو رکعت نماز شکرانہ کی مہلت' اجازت ملنے پر سجدۂ شکر ادا کرنے کے بعد خوشی کے عالم میں وہ ان کے ساتھ سوئے دار چل پڑے' اس وقت جیل کے قیدی اپنی اپنی کوٹھڑیوں اور بارکوں میں اس فدائی رسولؐ کی آخری جھلک دیکھنے کے لئے تعظیماً ایستادہ کھڑے تھے' رفیقانِ زنداں کو الوداع اور سلام آخر کہتے ہوئے مقتل میں پہنچ کر جب تختہ دار کو دیکھا تو فرط مسرت سے جھوم اٹھے' پھر ساعت سعید کو قریب دیکھ کر تیزی سے تختہ دار کی طرف بڑھے اور شوق میں چاہا کہ پھانسی کے پھندے کو جو وصال حبیب کا مژدۂ جاں فزا لے کر نمودار ہوا تھا' خود اپنے ہاتھوں سے گلے میں ڈال لیں' لیکن اسے خلاف شریعت جان کر فوراً رک گئے اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا:

"لوگو! گواہ رہنا! میں نے ہی راج پال کو حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر قتل کیا تھا اور آج اپنے نبی پاکؐ کا کلمہ پڑھتے ہوئے ان کی خاطر اپنی جان نثار کررہا ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے اس نوجوان پروانہ نبوتؐ نے دار و رسن کو چوم کر اپنی جان عزیز ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کردی۔

جیل کے حکام نے اپنے افسران بالا کے ایما پر علم الدین شہیدؒ کی نعش کو ان کے والد' عزیز و اقارب اور سینکڑوں مسلمانوں کے حوالہ کرنے سے انکار کردیا' جو جیل سے باہر اسے لے جانے کے لئے منتظر کھڑے تھے' اس بے تدبیری کی وجہ سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوگئے۔

لیکن نقص امن کے اندیشہ کے پیش نظر جیل کے کارندوں نے حکومت کی خفیہ ہدایات پر شہید ناموس رسالتؐ کی لاش کو نہایت خاموشی کے ساتھ عجلت میں جیل کے احاطہ میں عام قیدیوں کے قبرستان کے اندر دفن کردیا' جس نے جلتی پر تیل کا کام کیا' لاہور اور دوسرے شہروں میں ہڑتالیں شروع ہوئیں' کاروبار معطل ہوگیا' برہنہ پا اور برہنہ سر جلوس نکلنے لگے اور مسلمانوں میں شدید ہیجان پیدا ہوگیا' اس پر اکابرین وقت' جن میں علامہ اقبالؒ پیش پیش تھے' سر محمد شفیع' جناب محسن شاہ والد محترم جناب جسٹس (ر) ڈاکٹر نسیم حسن شاہ سابق چیف جسٹس پاکستان اور دوسرے قائدین کے ہمراہ گورنر سے ملے اور اپنے جواں سال شہید کی لاش کو مسلمانوں کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا' اس یقین دہانی پر کہ وہ امن عامہ برقرار رکھنے کے ذمہ دار ہوں گے' حکومت نعش ان کے حوالہ کرنے پر رضامند ہوگئی' چنانچہ تدفین کے تیرہویں دن مسلمان مجسٹریٹ اور میونسپل کمشنروں کی موجودگی میں شہید کی میت قبر سے نکالی گئی' عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ کئی دن گزر جانے کے باوجود لاش صحیح وسالم حالت میں موجود تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ ابھی آنکھ لگی ہے۔

۱۴/نومبر ۱۹۲۹ء کو سارے شہر اور اس کے گرد و نواح سے ہزاروں لاکھوں انسانوں کا ایک سیل بے پناہ فدائی رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے استقبال کے لئے رواں دواں تھا' مسجد وزیر خان کے خدا ترس خطیب مولانا محمد شمس الدین نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مولانا ظفر علی خان نے اس شہید ناموس رسالتؐ کی لحد میں تدفین سے قبل اتر کر کہا: ''کاش! یہ سعادت مجھے نصیب ہوتی۔''

شہید کے جسم کو اشکبار آنکھوں سے علامہ اقبالؒ جیسے شیدائی رسولؐ نے قبر میں اتارا' جس پر علامہ کی زبان سے بے اختیار نکل گیا:

''یہ جوان ہم سب پڑھے
لکھوں سے بازی لے گیا۔''

غازی عبدالقیوم شہید اور نتھورام کا قتل:

غازی عبدالقیوم کا واقعہ شہادت بڑا ہی ایمان افروز واقعہ ہے' اس نوجوان مرد مجاہد کا تعلق غازی آباد ضلع ہزارہ کے ایک غریب گھرانے سے تھا' لیکن کسے خبر تھی کہ ایک دن تخت ہزارہ کی شہ نشینی سے بھی اونچا مرگ باشرف کا رتبہ شہادت اسے نصیب ہوگا' اپنے گاؤں سے وہ تلاش روزگار میں کراچی آیا' جہاں اسے رزق حلال کے لئے گھوڑا گاڑی مل گئی' جس کی آمدن سے وہ اپنی بوڑھی ماں' بیوہ بہن اور ضعیف چچا اور نوبیاہتا بیوی کی کفالت کر رہا تھا' نماز فجر اور عشاء کی نماز وہ اپنے محلّہ کی مسجد میں پڑھا کرتا تھا۔

ایک روز امام مسجد نے اہل مسجد کو اشکبار آنکھوں سے بتلایا کہ ایک خبیث ہندو نتھو رام نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے' غازی عبدالقیوم نے جب یہ بات سنی تو تڑپ اٹھا اور اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی' اسی وقت اس نے صحن مسجد میں اپنے رب سے عہد کیا کہ وہ اس کافر کمینہ کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔

یہ نتھو رام آریہ سماجی ہندو تھا' جس نے ۱۹۳۳ء میں ''ہسٹری آف اسلام'' نامی ایک کتاب لکھی' جس میں اس نے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو ہدف تنقید و ملامت بنایا اور شان رسالتؐ میں گستاخانہ اور توہین آمیز الفاظ استعمال کئے تھے' جس سے مسلمانوں میں ہیجان پیدا ہوا اور سارے شہر میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی' حکومت نے نقضِ امن کے اندیشہ سے ملزم کے خلاف فوجداری مقدمہ قائم کر کے اسے ایک سال قید اور جرمانہ کی سزا دی' لیکن مارچ ۱۹۳۳ء میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل پر کراچی کے جوڈیشل کمشنر نے اس کی عبوری ضمانت منظور کر لی' نتھورام کا مقدمہ سماعت کے لئے جس دن سندھ چیف کورٹ کے دو انگریز ججوں کی بینچ کے سامنے پیش ہونا تھا' اس دن نتھورام اپنے وکلاء اور ساتھیوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرتا ہوا کورٹ روم میں داخل ہوا' عدالت کے باہر ہندو اور مسلمان بڑی تعداد میں فیصلہ سننے کے لئے کھڑے تھے' مقدمہ کی سماعت سے کچھ دیر قبل شہ عرب وعجم کا یہ نوخیز غلام عبدالقیوم کمرۂ عدالت میں اس ہندو مصنف نتھورام کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہوگیا اور اپنے شکار پر نظریں جمائے بیٹھا تھا' موقع پاتے ہی وہ اپنے نیفے میں چھپا ہوا تیز دھار خنجر نکال کر عقاب کی طرح نتھو رام پر جھپٹا اور اس ملعون کے پیٹ میں خنجر بھونک کر اس کی آنتیں باہر نکال دیں' نتھو رام منہ کے بل زمین پر گر پڑا تو اس خیال سے کہ کہیں وہ زندہ بچ نہ جائے' عبدالقیوم نے پوری قوت سے ایک اور وار نتھو رام کی گردن پر کیا اور اس کی شہ رگ کاٹ دی' اس طرح اس خبیث کا کام تمام کرنے کے بعد نہایت اطمینان اور سکون سے عبدالقیوم نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ عدالت میں اس واقعہ سے بھگدڑ مچ گئی اور جج بھی اس اچانک واردات سے خوفزدہ اور سراسیمہ ہوگئے' عبدالقیوم کے مقدمہ قتل کے دوران جب ملزم کا بیان قلم بند کرتے ہوئے ایک انگریز جج نے اس مرد غازی سے دریافت کیا کہ اسے اس بھری عدالت میں اس طرح واردات کی جرأت کیسے ہوئی؟ تو اس مرد غازی نے عدالت میں آویزاں (برطانیہ کے اس وقت کے بادشاہ) جارج پنجم کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''تم اپنے بادشاہ کی توہین برداشت نہیں کر سکتا' ہم اپنے دین اور دنیا کے شہنشاہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو کیسے معاف کر دیتا۔''

اس موذی کو ہلاک کرنے کے بعد نہایت حقارت کے ساتھ اس کی لاش پر تھوکتے ہوئے عبدالقیوم نے کہا تھا:

''اس خنزیر کے بچے نے میرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین کی تھی' اس لئے میں نے اسے قتل کیا ہے۔''

اس نے اپنی طرف سے وکیل صفائی پیش کرنے سے انکار کر دیا۔ اقبال جرم پر سیشن کورٹ سے غازی عبدالقیوم کو سزائے موت سنائی گئی تو وہ نوجوان مرد مجاہد اپنی خوشی اور مسرت ضبط نہ کر سکا اور بے اختیار اس کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی صدا بلند ہوئی' مسلمانوں نے جب اس فیصلہ کے خلاف اپیل کرنا چاہی تو اس نے ان سب کی منت سماجت کرتے ہوئے کہا کہ:

"آپ لوگ مجھے دربار رسولؐ میں حاضری کی سعادت سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔"

اور وہ اس شعر کی مجسم تصویر بنا ہوا تھا:

دل پہ لیا ہے داغ عشق کھو کے بہار زندگی
اک گل تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

فیصلہ جب توثیق کے لئے عدالت عالیہ کے سپرد ہوا اور اس مرد غازی کی خواہش کے خلاف قانون کی توضیح وتشریح کے لئے اپیل دائر کر دی گئی تو اپیل کی سماعت کے دوران ہر پیشی پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام کے دیدار کے لئے مسلمانوں کا بے پناہ ہجوم موجود ہوتا' جو اس پر گل پاشی کیا کرتا تھا' بالآخر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے اور انہیں بھی دوسرے غازیان ملت کی طرح سزائے موت سنائی گئی' جس کے لئے وہ بے چین اور مضطرب رہتے تھے' اور یہی پروانہ موت ان کے لئے حیات جاوید لے کر آیا' جب انہیں سزائے موت سنائی گئی تو انہوں نے ججوں سے مخاطب ہو کر کہا:

"مجھے اپنی خوش قسمتی پر ناز ہے کہ میرے ہاتھوں وہ خبیث جہنم رسید ہوا اور میرے رب نے مجھے شہادت جیسی نعمت سے سرفراز کیا' یہ ایک جان کیا چیز ہے' اگر ایسی ہزاروں جانیں بھی ہوں تو وہ سب میرے آقا اور مولا (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان ہیں۔"

اس طرح اس مرد غازی کے لئے' جو کچھ عرصہ قبل عروس نو بیاہ کر لایا تھا' آج انشاء اللہ حوران جنت درہائے فردوس میں اس کے استقبال کے لئے کھڑی تھیں۔

یہ بھی ایک عاشق کا جنازہ تھا' اس لئے بڑی دھوم سے نکلا اور ہزاروں مسلمان جب میوہ شاہ کے قبرستان' اس شہید وفا کے جنازے کو لئے جارہے تھے' ایسے میں حکومت افرنگ کے فرعون مزاج فوجیوں نے عاشقان ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ہجوم پر اچانک گولیوں کی بوچھاڑ کر دی' جس کے نتیجہ میں سینکڑوں مسلمان شہید اور زخمی ہوئے' معصوم عورتیں اور بچے جو مکانوں کی چھتوں سے اس کا جنازہ دیکھ رہے تھے' ان کی شقاوت کا نشانہ بنے اور اس دن وہ سب شہیدان ناموس رسالتؐ اس فدائی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انشاء اللہ جنت الفردوس میں پہنچ گئے۔

غازی محمد صدیق شہید:

غازی محمد صدیق فیروز پور ضلع قصور کے ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے' بچپن ہی میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا' ماں نے بڑے لاڈ و پیار سے بیٹے کی پرورش کی اور ساتھ ساتھ صحیح تربیت کی' ۱۹۳۴ء میں جب یہ نوخیز بچہ بیس برس کا ہوا تو اسے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور حکم ہوا کہ قصور کے ایک دریدہ دہن گستاخ پالا مل زرگر کا منہ بند کیا جائے۔ یہ بشارت ملتے ہی نوجوان غازی تڑپ کر بیدار ہوا تو اس کے ساتھ ساتھ اس کا مقدر بھی جاگ اٹھا' اس نے ماں کو یہ خوشخبری سنائی تو ماں نے خوشی سے لخت جگر کا ماتھا چوما اور شہادت گہ الفت کی طرف اسے روانہ کیا' قصور پہنچ کر اس مرد غازی نے اس گستاخ رسولؐ پالا مل کو راستہ ہی میں دبوچ لیا' اسے پچھاڑ کر اس کے سینہ پر سوار ہوگئے اور تیز دھار دار آلہ سے پے در پے وار کر کے اس موذی کو ہلاک کر دیا اور وہاں سے فرار ہونے کے بجائے قریب ہی کی مسجد میں جا کر سب سے پہلے نماز شکرانہ ادا کی اور پھر مسجد کی سیڑھیوں پر اس شان اور تمکنت کے ساتھ بیٹھ گئے کہ کسی ہندو کو ان کے پاس آنے کی جرأت نہ ہوئی' فیروز مندی ان کے قدم چوم رہی تھی اور فی الحقیقت اس سے بڑھ کر اور کیا نمایاں کام ہو سکتا تھا جس پر مسرت اور شادمانی بھی ناز کرے کہ ایک شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا' حسب معمول انگریز کا قانون حرکت میں آیا اور مرد مجاہد کا مقدمہ سیشن کورٹ کے سپرد ہوا' غازی موصوف کی جانب سے میاں عبدالعزیز مالوڈہ اور نو مسلم بیرسٹر خالد لطیف گابا نے مقدمہ کی پیروی کی' لیکن چونکہ آپ نے عدالت کے روبرو جرأت کے ساتھ اعتراف کر لیا تھا' اس لئے سزائے موت سنائی گئی۔

آفرین ہے اس ماں پر! جس نے ایسے پیکر جرأت وایثار کو جنم دیا اور آفرین ہے اس نوجوان

"مجھے اپنی خوش قسمتی پر ناز ہے کہ میرے ہاتھوں وہ خبیث جہنم رسید ہوا اور میرے رب نے مجھے شہادت جیسی نعمت سے سرفراز کیا' یہ ایک جان کیا چیز ہے' اگر ایسی ہزاروں جانیں بھی ہوں تو وہ سب میرے آقا اور مولا (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان ہیں۔"

مرد غازی پر! جو اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان ہوگیا' یہ فیصلہ سن کر ماں نے ایک بار پھر اپنے بیٹے کا ماتھا چوما اور کہا:

"یہ ایک بیٹا تو کیا' ایسے میں بیٹے بھی ہوتے تو میں ان سب کو اپنے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر قربان کردیتی۔"

بیٹے نے بھی یہی کہا:

"یہ ایک جان کیا چیز ہے' ایسی ہزاروں جانیں میرے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدموں کی خاک پر نثار ہیں۔" سبحان اللہ!!!

غازی عبداللہ شہید:

یہ بھی تقسیم ہند سے قبل غالباً ۱۹۴۳ء کا واقعہ ہے' ایک بدبخت سکھ چنچل سنگھ شیخوپورہ کے گردونواح میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدگوئی کرکے اپنے خبث باطن کا اظہار کرتا پھرتا تھا' قصور کے رہنے والے ایک جیالے جوان عبداللہ کو سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حکم دیا کہ وہ اس گستاخ کا منہ بند کرے۔ چنانچہ کسی سے اس خواب کا ذکر کیے بغیر وہ شوریدہ سر آتش بجاں اٹھ کھڑا ہوا اور اس مردود کی تلاش میں نکل پڑا۔

معلوم ہوا کہ وہ خبیث وارث شاہ کے گاؤں جنڈیالہ شیر خان میں رہتا ہے' جو اس وقت سکھوں کا گڑھ تھا' بستی کے قریب پہنچ کر مزید دریافت کرنے پر پتا چلا کہ وہ اپنے کنویں پر بیٹھا کسی کام میں مشغول ہے' اس کے قریب ہی سکھوں کا جتھہ مصروف گفتگو تھا۔ غازی عبداللہ نے ایک نظر میں اس دشمن دین کو پہچان لیا' انہیں محسوس ہوا کہ ان کے جسم میں غیر معمولی طاقت بجلی بن کر دوڑ رہی ہے' چنچل سنگھ پر وہ جھپٹ کر حملہ آور ہوئے اور اسے پچھاڑ کر اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے اور پوری قوت سے اس کی شہ رگ کاٹ دی اور اس کا سرتن سے جدا کردیا۔

اس ناگہانی حملہ کو دیکھ کر پاس ہی بیٹھے ہوئے سکھ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے' لیکن یہ مرد غازی اپنے آقا کے فرمان کی تعمیل کے بعد اس مردود کے لاشہ سے اٹھا اور وہیں رب کے حضور سربسجود ہوا کہ اس نے اس مہم کو کامیاب فرماکر اسے سرفرازی بخشی اور سرخرو کیا۔

پولیس جب موقع واردات پر پہنچی تو اس مرد مجاہد کو وہاں پر موجود پایا' جس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا' پولیس نے انہیں گرفتار کرکے دلی مراد پوری کردی۔

شیخوپورہ کے معروف وکیل ملک انور مرحوم نے مقدمہ کی پیروی کی' لیکن چونکہ غازی عبداللہ نے عدالت کے روبرو اعتراف جرم محبت کرلیا تھا' اس لئے انہیں سزائے موت سنائی گئی' تو وہ ایک مرتبہ پھر سجدۂ شکر بجالائے کہ انہیں بھی شہیدانِ ناموس رسالت کی صف میں جگہ مل رہی ہے' جس پر جتنا بھی فخر و ناز کیا جائے' کم ہے۔

غازی عبدالرشید شہید:

غازی عبدالرشید شہید کا نام نامی بھی سرفروشانِ ملت میں ہمیشہ نمایاں رہے گا' جس نے آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند سرستی کے چیلے سوامی شردھانند جیسے خبیث شاتم رسول کو دہلی میں موت کے گھاٹ اتارا اور راہِ عشق رسولؐ میں اپنی جان نثار کرکے بارگاہ نبوتؐ میں سرخرو اور سرفراز ہوا۔

(راج پال سے یہاں تک کے تمام واقعات ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قانون توہین رسالت سے بعد ترمیم اخذ کیے گئے ہیں)۔

راہِ عمل:

خلاصہ یہ کہ ڈنمارک اور یورپین ممالک میں جن لوگوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخانہ خاکے بنائے اور شائع کیے ہیں' وہ سخت گناہگار اور سنگین جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اگر وہ توبہ نہ کریں تو ان کو قتل کرنا جائز ہے' اور ان کو قتل کرنا اصالتاً تو حکومت کا کام ہے' لیکن اگر کوئی مسلمان ان کو قتل کرے گا تو وہ بڑے اجر و ثواب کا مستحق ہوگا' تاہم ان کو قتل کرنا ہر شخص کے اختیار میں نہیں' ہاں درج ذیل کام اختیار میں ہیں' اس لئے ان کو کرنا چاہئے:

☆...... غیرت ایمانی کے تقاضے کے مطابق ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا۔

☆...... ان کے خلاف پُرامن احتجاج کرنا۔

☆...... دوسروں کے جان و مال کو نقصان پہنچانے سے مکمل اجتناب کرنا۔

مذکورہ امور میں سب سے موثر ان کا اقتصادی بائیکاٹ ہے' اگر تمام مسلمان مل کر ان کی مصنوعات کو خریدنا' بیچنا اور استعمال کرنا چھوڑ دیں تو کچھ ہی عرصہ میں ان کو دن میں تارے نظر آجائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ وہ ایسی گستاخی کا ارتکاب نہیں کریں گے' کاش! مسلمان ایسا کرسکتے!!

واللہ الموفق والمعین آمین۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

(ختم شد)

☆☆............☆☆

تحفظ ناموس رسالت کی تحریک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھرپور کردار ادا کیا

کارروائی اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس یکم صفر المظفر ۱۴۲۷ھ مطابق ۲/مارچ ۲۰۰۶ء کو دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت قائد تحریک ختم نبوت خواجہ خواجگان' شیخ المشائخ' حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے فرمائی' اجلاس میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری کراچی' قاری خلیل احمد سکھر' مولانا عبدالواحد' قاری انوار الحق کوئٹہ' حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کہروڑ پکا' حاجی سیف الرحمٰن بہاولپور' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' حضرت مولانا فیض احمد' حضرت مولانا اللہ وسایا' میاں خان محمد سرگانہ' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان' قاضی عزیز الرحمٰن مجددی رحیم یار خان' حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد خانقاہ سراجیہ' قاضی فیض احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ' حاجی اشتیاق احمد جھنگ' حاجی بلند اختر نظامی لاہور' قاری محمد یوسف عثمانی گوجرانوالہ' مولانا عبدالرؤف' مولانا سید عبدالمجید ندیم' حکیم محمد یونس راولپنڈی' مولانا نور الحق نور پشاور نے شرکت کی۔ اجلاس میں گزشتہ سال کے مصارف اور آئندہ سال کے بجٹ کی منظوری دی گئی۔

اجلاس میں تلاوت کی سعادت قاری محمد یوسف عثمانی نے حاصل کی۔ بعد ازاں مولانا خدا بخش' حافظ احمد بخش' صوفی اللہ وسایا' مولانا غلام محمد علی پوری' سید امین گیلانی' مولانا نعیم امجد سلیمی' قاری محمد صدیق فیصل آباد' قاری نور الحق قریشی' قاری محمد امین راولپنڈی' قاری حضرت گل بنوں' مولانا محمد شریف احرار کھاریاں اور حاجی خوشی محمد چیچہ وطنی سمیت مرحومین کو ایصال ثواب کیا گیا' نیز مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سابقہ کارروائی کی خواندگی ناظم اعلیٰ صاحب نے کی اور اجلاس کو بتایا کہ تحفظ ناموس رسالت کی تحریک میں مجلس نے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ کراچی میں تمام دینی اداروں کے طلبہ و اساتذہ نے مجلس کے زیر اہتمام جلوس نکالے اور گستاخانہ خاکوں کے خلاف نعرہ بازی کی گئی۔ مانسہرہ' ایبٹ آباد میں تمام دینی اداروں نے مجلس پر اعتماد کرتے ہوئے مجلس کے پلیٹ فارم سے ہڑتال کی تجویز پیش کی۔

ختم نبوت کانفرنس ملتان ۲/مارچ کو دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوئی' جبکہ ۳/مارچ کو ملتان میں تحفظ ناموس ریلی کی میزبانی بھی مجلس کے ذمہ لگائی گئی۔

مارچ و اپریل میں پنجاب کے سترہ اضلاع اور سندھ میں بھی اتنے ہی اضلاع میں کانفرنسیں تجویز کی گئیں۔ کوئٹہ میں مجلس کے زیر اہتمام تاریخی اجتماع منعقد ہوا۔ پشاور میں بھرپور پروگرام کئے گئے۔

طے ہوا کہ تمام پروگراموں میں مقامی مدارس سے تعاون لیا جائے۔ قادیانیت' ذکری' گوہر شاہی' بہائی فتنوں سے متعلق تجویز پیش کی گئی کہ وفاق المدارس العربیہ سے درخواست کی جائے کہ امتحان میں ان فتنوں کے متعلق سوال و جواب آنا چاہئے۔

وفاق المدارس سے ملحقہ بعض تعلیمی اداروں میں آئینہ قادیانیت سبقاً' سبقاً نہیں پڑھائی جارہی' مولانا قاری محمد حنیف جالندھری سے درخواست کی گئی کہ جن مدارس میں آئینہ قادیانیت نہیں پڑھائی جارہی' ان مدارس کو ہدایات جاری کی جائیں کہ وہ آئینہ قادیانیت کو سبقاً' سبقاً پڑھائیں۔

مختلف ممالک سے قادیانی' حجاج کے بہروپ میں حرمین شریفین آتے ہیں' اس سلسلہ میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

صاحب مدظلہ نے ایک خط مرتب کر کے دیا' جو شاہ فہد مرحوم کو بھیجا گیا اور خواہش یہ تھی کہ رابطہ عالم اسلامی سے رابطہ کر کے ان سے درخواست کی جائے کہ رابطہ عالم اسلامی اس سلسلہ میں اپنے تمام ممبران کو خطوط ارسال کرے تا کہ اپریل میں ہونے والے رابطہ عالمی اسلامی کے اجلاس میں اس مسئلہ پر آواز اٹھائی جائے۔ وفاق المدارس سے بھی درخواست کی گئی کہ وہ بھی اس سلسلہ میں آواز اٹھائے تا کہ پوری دنیا میں قادیانیت کا کفر ایک مرتبہ پھر آشکارا ہو جائے۔ دیگر وفاقوں اور حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب' حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب اور جناب قاضی حسین احمد صاحب سے بھی درخواست کی جائے کہ وہ اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے رابطہ عالم اسلامی کے ذریعہ حجاج کے بھروپ میں قادیانیوں کی حرمین آمد پر پابندی لگوائیں۔

مولانا نثار احمد کو کوئٹہ' مولانا مسعود حجازی کو گوجرانوالہ' مولانا عبدالستار تونسوی کو خوشاب اور مولانا عبدالخالق میلسوی کو فیصل آباد میں مبلغ مقرر کیا گیا ہے' اس کی منظوری دی گئی۔

مدرسہ واقع مسلم کالونی چناب نگر میں چار اساتذہ مصروف تدریس ہیں۔ ایک تجویز عرصہ دراز سے چلی آرہی ہے کہ وہاں شعبہ کتب کا اجراء کیا جائے۔ اس سال تین طلبہ گردان سے فارغ ہو رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ اور حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب نے تجویز پیش کی کہ درجہ اعدادیہ سے شروع کیا جائے' آئندہ سال وہ درجہ اولیٰ ہوگا' یعنی صرف درجہ اعدادیہ ہی کا آغاز کیا جائے۔ اس سلسلہ میں مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اور مولانا محمد اکرم طوفانی پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی' جو آئندہ سال میں شعبہ کتب کے اجراء کو قابل عمل بنائے گی۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر:

۲۵ ویں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر امسال انشاء اللہ ۲۷'۲۸/شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۱'۲۲/ستمبر کو منعقد ہوگی۔ کانفرنس کی کامیابی کیلئے ابھی سے کوششیں شروع کر دی جائیں۔

سہ سالہ مرکزی انتخابات:

مجلس کے دستور کے مطابق ہر تین سال بعد ممبر سازی اور مقامی و مرکزی انتخابات ضروری ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت ناظم اعلیٰ صاحب مدظلہ نے اجلاس کو بتایا کہ سہ سالہ ممبر سازی یکم محرم الحرام سے شروع کر دی گئی ہے' تمام مبلغین اور اراکین شوریٰ کو ان کے حلقوں کا زعیم مقرر کیا گیا ہے' اراکین شوریٰ سے استدعا کی گئی کہ وہ مبلغین کی سرپرستی فرماتے ہوئے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو ممبر بننے کی ترغیب دیں' نیز ممبر سازی کے ساتھ ساتھ مقامی انتخابات اور مجلس عمومی کے اراکین کا انتخاب بھی کراتے جائیں' اور اس کی نقول دفتر مرکزیہ' ماہنامہ لولاک اور ہفت روزہ ختم نبوت کو بھی بھجوائیں تا کہ مرکزی انتخاب میں شریک ہونے والے حضرات کی لسٹیں مکمل ہو سکیں۔ سہ سالہ مرکزی انتخابات ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے موقع پر ۲۲/ستمبر بروز جمعۃ المبارک بوقت صبح نو بجے ہوں گے۔

''الرحمان ٹرسٹ'' کے نام سے قادیانیوں نے زلزلہ سے متاثرہ علاقوں میں اپنے بال و پر پھیلانے شروع کر دیے ہیں۔ اسلام آباد اور راولپنڈی کے مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ ان علاقوں کا دورہ کریں' مقامی علماء کرام اور مشائخ عظام سے مل کر قادیانیوں کی سرگرمیوں کے انسداد کے لئے کوششیں فرمائیں اور اس کی رپورٹ مرکز کو دیں۔

اجلاس کے آخر میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

☆...... جن ممالک کے اخبارات نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخانہ خاکے بنائے' ان ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے' حکومت پاکستان ان ممالک سے اپنا سفارتی عملہ واپس بلائے اور ان ممالک کے سفارتی عملہ کو پاکستان سے نکال باہر کیا جائے۔

☆...... دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبہ عشق رسالت کا خیر مقدم کیا جائے اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے پر امن جلسوں' جلوسوں اور ریلیوں کے ذریعہ تحریک کو جاری و ساری رکھنے کا عزم کیا گیا۔

☆...... شمالی وزیرستان میں نام نہاد آپریشن کی مذمت کی گئی اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ حکومت بش کو خوش کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرتے ہوئے دیندار مسلمانوں کا قتل عام بند کرائے۔

☆...... مسلمانان پاکستان سے اپیل کی گئی کہ وہ مجلس کی سہ سالہ رکنیت سازی میں بھرپور حصہ لیں' خود بھی مجلس کے ممبر بنیں اور اپنے بیوی بچوں کو بھی مجلس کا ممبر بنائیں۔

☆☆..............☆☆

عقیدۂ ختم نبوت اور تردید قادیانیت

پیش نظر مضمون ایک نشری تقریر ہے جو عقیدۂ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کے موضوع پر ریڈیو ہیوسٹن امریکا پر نشر کی گئی' اس تقریر کو تحریر کے قالب میں ڈھال کر مناسب ترمیم واضافہ کے ساتھ قارئین ہفت روزہ ختم نبوت کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

محمد اطہر عظیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شی علیما"○ (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ:...... "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں' مگر اللہ کے رسول اور سب سے آخری نبی ہیں' اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔"

تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ "خاتم النبیین" کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ آخری نبی ہیں۔ آپؐ کے بعد کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ حافظ ابن کثیرؒ نے "تفسیر ابن کثیر" جلد سوم صفحہ ۴۹۳' امام قرطبیؒ نے تفسیر قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۱۹۶' اور امام غزالیؒ نے "الاقتصاد فی الاعتقاد" کے صفحہ ۱۲۳ پر اس بات کو وضاحت سے لکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک پوری امت یہی عقیدہ رکھتی آئی ہے' یہی تمام صحابہ کرامؓ کا عقیدہ تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی' لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کسی نبی کے آنے کی بشارت وخوشخبری نہیں دی' بلکہ اپنے بعد کسی نئے نبی کی آمد کا انکار کیا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیانا فاحسنه و أجمله إلا موضع لبنة من زاوية من زواياه فجعل الناس يطوفون به و يعجبون له و يقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة و انا خاتم النبيين۔"

(صحیح بخاری کتاب المناقب ج ۱ ص ۵۰۱' صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴۸' واللفظ له)

ترجمہ:...... "میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین وجمیل محل بنایا' مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی' لوگ اس کے گرد گھومنے لگے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگادی گئی؟ آپؐ نے فرمایا کہ: میں وہی آخری اینٹ ہوں اور میں سب نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔"

قرآن کریم میں بھی "خاتم النبیین" کا لفظ آیا اور اس حدیث شریف میں بھی "خاتم النبیین" کا لفظ آیا ہے' قرآن کریم میں "خاتم النبیین" کے الفاظ سے جو مراد ہوگی' وہی حدیث شریف میں بھی "خاتم النبیین" کے الفاظ سے مراد ہوگی۔ حدیث شریف میں آخری اینٹ کی وضاحت سے معلوم ہوگیا کہ جس طرح محل میں آخری اینٹ کے بعد کسی نئی اینٹ کی گنجائش باقی نہیں رہتی' اسی طرح محل نبوت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی گنجائش باقی نہیں رہی' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں بھی "خاتم النبیین" سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا مراد ہے۔

حافظ ابن حزمؒ "کتاب الفصل فی الملل والاھواء والنحل" کے صفحہ ۷۷ پر لکھتے ہیں کہ: وہ تمام حضرات یعنی صحابہ کرامؓ' تابعینؒ' مفسرینؒ' محدثینؒ اور مجتہدینؒ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت' آپؐ کے معجزات اور آپؐ کی لائی ہوئی کتاب قرآن کریم کو ہم تک پہنچایا' ان تمام حضرات

نے یہ بھی بتایا ہے کہ آپؐ نے یہ خبر دی تھی کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یا صحابہ کرامؓ کے دور میں جس شخص نے بھی ختم نبوت کا انکار کیا' یا اپنے آپ کو نبی قرار دیا' یا اپنے اوپر وحی آنے کا دعویٰ کیا' یا اپنے قول کو وحی قرار دیا' یا اپنے قول کو قرآن قرار دیا' ان سب لوگوں کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے اسلام سے خارج اور غیر مسلم قرار دیا۔ جس طرح مسلمان ہونے کے لئے کلمہ میں رسالت محمدیہ کا اقرار شرط ہے' ٹھیک اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا اور آپؐ کے بعد کسی شخص کے نئے نبی بننے کا انکار بلکہ اس کے امکان کو بھی رد کرنا مسلمان ہونے اور مسلمان رہنے کے لئے ضروری ہے۔

مسیلمہ کذاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والا نبی ظاہر کر کے ختم نبوت کا انکار کیا' اور بعد میں وہ اپنے آپ کو نبوت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک یا پارٹنر قرار دینے لگا (نعوذ باللہ)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ''کذاب'' یعنی جھوٹا قرار دیا۔ صرف یہی نہیں' بلکہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ:

''إنه سيكون في امتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم أنه نبي و أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي۔''

(ابو داود ج ۲ ص ۲۲۸ واللفظ له' ترمذی ج ۲ ص ۴۵)

ترجمہ:...... ''میری امت میں تیس کذاب (یعنی جھوٹے) پیدا ہوں گے' ان میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں' حالانکہ میں (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔''

یہ مضمون متواتر ہے اور حضرت علیؓ' حضرت ابو ہریرہؓ' حضرت عبداللہ بن عمروؓ' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ' حضرت عبداللہ بن زبیر سمیت گیارہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے صحیح بخاری صفحہ ۵۰۹ جلد اول' صحیح مسلم ص ۳۹۷ جلد ۲' کنز العمال ص ۱۹۸ جلد ۱۴' مشکل الآثار ص ۱۰۴ جلد ۲' مجمع الزوائد ص ۳۴ جلد ۷ اور فتح الباری صفحہ ۶۱۷ جلد ۶ اور صفحہ ۸۷ جلد ۱۳ میں مروی ہے۔

اس حدیث شریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

۱:...... ایک یہ کہ تیس کذاب یعنی جھوٹے پیدا ہوں گے' اور چونکہ مسیلمہ ان میں کا پہلا کذاب تھا اور وہ نبوت محمدیہ کا اقرار بھی کرتا تھا' اس لئے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ تیس کذاب بھی نبوت محمدیہ کا اقرار کریں گے لیکن اپنے نبی ہونے کا دعویٰ بھی کریں گے۔

۲:...... چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں' اس لئے ظلی' بروزی نبوت کا اسلام میں کوئی تصور نہیں' اور اب کوئی نیا شخص ظلی' بروزی' تشریعی یا غیر تشریعی نبی بن کر نہیں آئے گا۔

۳:...... یہ مدعیان نبوت' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہوں گے' نام تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لیں گے' مگر آپؐ کے دشمن ہوں گے' آپؐ کے بالکل مخالف (Opposite) ہوں گے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب تو ''صادق'' ہے اور ان جھوٹے مدعیان نبوت کو اس کے بالمقابل ''کذاب'' یعنی جھوٹا فرمایا گیا' تو جو نبی کا مخالف یا Opposite ہو' وہ نبی کا دشمن بھی ہے اور دائرہ اسلام سے خارج بھی' اور اس کے پیروکاروں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

قادیانی مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ نعوذ باللہ ''محمد رسول اللہ'' ہے۔ اس کی دلیل کے طور پر مرزا صاحب' سورہ فتح کی آخری آیت کو پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''محمد رسول اللّٰه والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم'' اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔''

(''ایک غلطی کا ازالہ'' صفحہ ۳' روحانی خزائن ص ۲۰۷ ج ۱۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اسی طرح اپنی تصنیف ''ایک غلطی کا ازالہ'' صفحہ ۱۰' روحانی خزائن صفحہ ۲۱۲ جلد ۱۸ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ: خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ اسی صفحہ پر مرزا صاحب نے اپنے آپ کو خاتم الانبیاء بھی قرار دیا ہے۔

قادیانی پیشواؤں اور مربیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا جنم ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد جو اپنے والد مرزا غلام احمد کو مسیح موعود قرار دیتے تھے' اپنی کتاب ''کلمۃ الفصل'' کے صفحہ ۱۵۸ پر لکھتے ہیں: مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد) خود محمد رسول اللہ ہے'

جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے' اس لئے ہم کو (یعنی قادیانیوں کو) نئے کلمہ کی ضرورت نہیں' ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔

ظاہر ہے کہ مسلمانوں ہی نہیں' بلکہ یہودیوں' عیسائیوں اور دیگر غیر مسلموں کے نزدیک بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک اور صرف ایک ہی ہوئے ہیں' جو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں ان کی وفات ہوئی' ان کے دوبارہ پیدا ہونے کا عقیدہ سراسر غیر اسلامی ہے۔

''ریویو آف ریلیجنز'' کی مئی ۱۹۲۹ کی اشاعت میں لکھا ہے کہ: مرزا غلام احمد کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تھا (نعوذ باللہ)۔ روزنامہ ''الفضل'' ۲۸ مئی ۱۹۲۸ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

''مصطفیٰ میرزا بن کے آیا''

جبکہ روزنامہ ''الفضل'' کی ۱۶/۱ اکتوبر ۱۹۲۲ء کی اشاعت میں یہ مصرعے شائع ہوئے:

''اے میرے پیارے میری جان رسول قدنی
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی''

مرزائی عبارات سے معلوم ہوا کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہیں بلکہ وہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (نعوذ باللہ) اور مرزا صاحب کے متبعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ چنانچہ مرزا صاحب بھی کذاب ٹھہرے۔

اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی مرتبہ دنیا میں تشریف لائے' اب نہ آپ دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور نہ کوئی شخص آپ کا دوسرا جنم بن کر آ سکتا ہے۔ آپ کے بعد ہر قسم کی نبوت و رسالت ختم ہو چکی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''إن الرسالة و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی۔''

(ترمذی ص ۵۱ ج ۲' مسند احمد ص ۲۶۷ ج ۳)

ترجمہ:...... ''رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے' پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔''

صحیح بخاری میں صفحہ ۶۳۳ جلد دوم پر یہ حدیث موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ:

''أنت منی بمنزلة هارون من موسیٰ' إلا أنه لا نبی بعدی۔''

''تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی' مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یوں مروی ہے کہ:

''انه لا نبوة بعدی۔''

(صحیح مسلم ص ۲۷۸ ج ۲)

ترجمہ:...... ''میرے بعد نبوت نہیں۔''

حضرت ہارون علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں بھی نبی تھے' تو جب وہ نسبت رکھنے کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہیں کہ میرے بعد یعنی میرے نبی بننے کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا' تو ظاہر ہے کہ اب قیامت تک کوئی شخص نبی نہیں بن سکے گا۔ یہاں کسی نئے نبی کے آنے کا انکار ہے' کسی پرانے نبی کے آنے کا انکار نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خصوصی مشن (اسپیشل ٹاسک) کی انجام دہی کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ رکھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے آنے سے پہلے اس ٹاسک کو پورا کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا میں دوبارہ بھیجیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی مکمل رہنمائی فرمائی ہے' اس لئے یہ ناممکن تھا کہ آپؐ اپنے آخری نبی ہونے اور کذاب یعنی جھوٹے مدعیانِ نبوت کی آمد اور ان کے مخلوق کو گمراہ کرنے کو تو ذکر فرمائیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر زندہ ہونے اور قیامت سے پہلے ان کے دنیا میں دوبارہ تشریف لانے کو بیان نہ فرمائیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق کی خاطر لڑتی رہے گی اور قیامت تک غالب رہے گی' پس عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کے امیر یعنی امام مہدی ان سے عرض کریں گے کہ تشریف لایئے! ہمیں نماز پڑھایئے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ: نہیں! تم میں سے بعض' بعض پر امیر ہیں' یہ حق تعالیٰ کی جانب سے اس امت کا اعزاز ہے۔ (صحیح مسلم صفحہ ۸۷ جلد اوّل)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: دجال فلسطین میں باب لد کے پاس پہنچے گا‘ پس عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کریں گے‘ یعنی اپنا ناسک پورا کریں گے‘ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس برس امام عادل اور منصف حاکم کی حیثیت سے ٹھہریں گے۔ اس حدیث کے تمام راوی صحیح بخاری کے رواری ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

”و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم القيامة تكون عليهم شهيدا۔“(النساء:۱۵۹)

اس آیت کی تفسیر صحیح بخاری صفحہ ۴۹۰ جلد اوّل میں ”نزول عیسیٰ علیہ السلام“ کے باب میں ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے“ سے کی گئی ہے۔

اسی طرح سورہ زخرف کی آیت ۶۱ میں: ”و انه لعلم للساعة “ کی تفسیر ”صحیح ابن حبان“ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمائی ہے:

”قال: "نزول عيسىٰ ابن مريم قبل يوم القيامة۔“

(موارد الظمان ص۴۳۵)

ترجمہ:...... ”فرمایا: اس سے مراد قیامت سے پہلے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا ہے۔“

(تحفہ قادیانیت ص۲۰ ج۳)

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”يٰعيسىٰ انى متوفيك ورافعك الى“ (آل عمران:۵۵)

امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچازاد بھائی ہیں‘ وہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تجھے سردست اٹھانے والا ہوں‘ پھر آخری زمانے میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔ (درمنثور صفحہ ۳۶ جلد دوم)

نیز قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ:

”وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه“ (النساء:۱۵۷‘۱۵۸)

تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۷۴ جلد اوّل میں ہے کہ امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ایک شخص پر ڈال دی گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا (جدید تعلیم یافتہ حضرات اپنی عقل و فہم کے مطابق یوں سمجھ لیں گویا اس شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ”Duplicate“ بنا دیا گیا)۔

مرزا غلام احمد قادیانی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے اور قیامت آنے سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں دوبارہ نازل ہونے کے قائل تھے‘ اپنی کتاب ”ازالہ اوہام“ صفحہ ۵۵۷‘ روحانی خزائن صفحہ ۴۰۰ جلد سوم میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

”مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اوّل درجے کی پیشگوئی ہے‘ جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں صحیح بخاری‘ صحیح مسلم وغیرہ حدیث کی کتابوں میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں‘ کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن نہیں ہوئی‘ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔“

اسی طرح اپنی کتاب ”شہادۃ القرآن“ صفحہ ۲ روحانی خزائن صفحہ ۲۹۸ جلد ششم پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ: تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ایک شخص آنے والا ہے‘ جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا اور یہ پیشگوئی بخاری ؤمسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔

قرآن‘ حدیث اور اجماع امت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص قیامت سے قبل دنیا میں نازل ہوں گے جن کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا‘ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات اور آپ کا حلیہ شریفہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ انہی میں سے ایک علامت آپ کا اسم گرامی بھی ہے یعنی عیسیٰ بن مریم یا مسیح بن مریم (علیہما السلام)۔ چونکہ مرزا قادیانی کا نام عیسیٰ بن مریم نہیں بلکہ مرزا غلام احمد بن مرزا غلام مرتضیٰ اور اس کی ماں کا نام چراغ بی بی تھا‘ اسی طرح مرزا صاحب کا حلیہ اور صورت‘ شکل بھی ان علامات پر پوری نہیں اترتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی بیان فرمائی ہیں‘ اس لئے مرزا صاحب تو کسی صورت مسیح بن مریم نہیں ہوسکتے‘ چنانچہ اب اصل مسیح بن مریم علیہما السلام کی آمد باقی ہے‘ جن کی آمد کا عقیدہ رکھنا اسلامی عقائد کا ایک حصہ ہے اور اس عقیدہ سے انحراف کفر ہے۔

محدث العصر حضرت اقدس علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ ''عقیدۃ الاسلام'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں' جس کا ترجمہ ہمارے شیخ' شہید اسلام' حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ نے ان الفاظ سے کیا ہے:

''عقیدۂ نزول عیسیٰ علیہ السلام
پرایمان لانا فرض ہے'اس کا انکار کفر ہے
اوراس کی تاویل کرنا زیغ وضلال اور کفرو
الحاد ہے۔'' (تحفہ قادیانیت ص ۶۰ ج ۳)

ہمیں چاہئے کہ اسلامی عقائد کو خود بھی اپنائیں اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں' اور جس معاملہ میں اسلامی عقیدہ معلوم نہ ہو' اس معاملہ میں یہ ایمان رکھیں کہ:

''اس معاملہ میں جو اللہ تعالیٰ
اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ
ہے' وہی میرا عقیدہ ہے۔''

بعد ازاں راسخ العقیدہ اور متبع سنت علمائے کرام سے پوچھ لیں کہ اس بارے میں اسلامی عقیدہ کیا ہے؟ جو کچھ وہ بتائیں' وہی عقائد رکھے جائیں۔ انشاً اللہ! اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم اوراس طریقہ پر عمل کرنے کی برکت سے کفر والحاد اور زیغ وضلال سے حفاظت فرمائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایمان وعقیدہ کی حفاظت اور ایمان پر خاتمہ کی دعا کو اپنا معمول بنالیں۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں اسلامی عقائد کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین۔

و صلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد
و آلہ و اصحابہ اجمعین

☆☆............☆☆

مولانا ڈاکٹر محمد امجد تھانوی کا سانحہ ارتحال

کراچی (نمائندہ خصوصی) ممتاز اسکالر اور دینی وسماجی شخصیت مولانا ڈاکٹر محمد امجد تھانوی گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے رحلت فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا ڈاکٹر محمد امجد تھانوی' سکھر کی ممتاز علمی وروحانی شخصیت اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔ مرحوم' ممتاز عالم دین اور جمعیت علمائے اسلام (سمیع الحق گروپ) کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسعد تھانوی صاحب کے برادر اصغر تھے۔ ۲۶/ مارچ ۲۰۰۶ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کراچی میں منعقد ہونے والے عظیم الشان ''تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ'' میں مولانا ڈاکٹر محمد امجد تھانوی مرحوم نے بطور خاص شرکت کی تھی اور مارچ کے شرکاء سے انگریزی میں خطاب کیا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے رہنماؤں مولانا سعید احمد جلال پوری' مولانا قاضی احسان احمد' محمد انور تحفظ ناموس رسالت مارچ کی انتظامی کمیٹی کے اراکین مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان' مولانا ظہیر رحمانی اور دیگر نے ممتاز اسکالر اور سماجی شخصیت مولانا ڈاکٹر محمد امجد تھانوی مرحوم کی وفات پر ان کے اہل خانہ سے تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ ناموس رسالتؐ کے لئے مولانا مرحوم کی کوششیں لائق ستائش ہیں۔ مرحوم میں دینی ودنیوی تعلیم کا حسین امتزاج پایا جاتا تھا۔ ان کی وفات سے امت مسلمہ ایک عظیم ہستی سے محروم ہوگئی۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مولانا ڈاکٹر محمد امجد تھانوی مرحوم کی مغفرت فرمائے' انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ دریں اثنا مولانا سعید احمد جلال پوری' مولانا قاضی احسان احمد' محمد انور نے مولانا ڈاکٹر محمد امجد تھانوی مرحوم کے برادر کبیر حضرت مولانا محمد اسعد تھانوی کی رہائش گاہ پر ان سے ملاقات کی اور ان کے برادر اصغر کی وفات پر ان سے اظہار تعزیت کیا اور اپنے رنج وغم کا اظہار کیا۔

نوٹ: یہ پیشکش یکم شوال ۱۴۲۷ھ تک کیلئے ہے

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی' مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

ستارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر2 فون:2545805-2545080

Regd No. SS-160

مگر تنقید آقا پر گوارا نہیں کر سکتا

﴿جناب اثرؔ جون پوری﴾

شہ جن و بشر پر شر، گوارا کر نہیں سکتا
کہ حملہ ذاتِ عالی پر گوارا کر نہیں سکتا

گو اپنی ذات پر تو ہر ستم سہ جائے گا مسلم
مگر تنقید آقاؐ پر گوارا کر نہیں سکتا

چبھے سرکارؐ کے پیروں میں گر کانٹا بھی تو مومن
سلامت رکھے اپنا سر، گوارا کر نہیں سکتا

دل نقادِ آقاؐ کے شقاوت، قابلِ ماتم
کہ ایسی بات تو پتھر، گوارا کر نہیں سکتا

رہے گو زیر خنجر سر میرا، تسلیم ہے لیکن
عقیدت پر چلے نشتر، گوارا کر نہیں سکتا

نشانہ رطب و یابس کا بنائے شاہِ بطحا کو
وہی جو خود پہ خشک و تر، گوارا کر نہیں سکتا

خود اپنی موت کو روباہِ بزدل نے پکارا ہے
کہ یہ للکار شیرِ نر، گوارا کر نہیں سکتا

میں اپنی جان لٹا سکتا ہوں ناموسِ رسالتؐ پر
مگر گستاخی سرورؐ گوارا کر نہیں سکتا

امام الانبیاء کی شانِ اقدسؐ میں یہ بے باقی
صحافت اس قدر خود سر، گوارا کر نہیں سکتا

اثرؔ میں جسمِ خاکی کو تو کر سکتا ہوں زیر خاک
مگر گردِ رُخِ انور، گوارا کر نہیں سکتا